



# بزم خیال

ہر تبہ  
سیّد شارجہ زیدی بی اے ٹی ٹی کلکٹریٹ



# بزم خیال

یعنی

مجموعہ غزلیات مشاعرہ

منقذہ ۱۹، ۲۰ جون ۱۹۳۶ء

بمقام ایٹ

طرح ۱۹ جون - ہر متن دیدنیں تجھ کو سراہا دیکھیں

طرح ۲۰ جون - خم سے شیشہ میں گئی شیشے سے پیمانے میں

ہر تبت

سید نثار حیدر زیدی بی اے ڈپٹی کلکٹر وائٹ ہل صدر

(مطبوعہ ڈسٹرکٹ گزٹ پریس ایٹ)

## فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	پیش نامہ	۶-۱
۲	خطبہ صدارت	۱۶-۷

## فہرست تصاویر عکسی

نمبر شمار	اسم گرامی	صفحہ نمبر	نمبر شمار	اسم گرامی	صفحہ نمبر
۱	جے اے فورڈ ایم اسکوائر	۱	۴	گروپ مشاعرہ	۲
	آئی، سی، ایس پیٹرن		۵	سید جراحید رحمتا	۱۱
	بزم مشاعرہ		۶	جناب خورشید محمد حسنا	۱۴
۲	مشرحبی اے نقوی آئی پی	۲	۷	سید ظہیر الدین حیدر حسنا	۲۱
۳	سید ثناء حیدر زیدی صاحب		۸	مرزا کرار حسین صاحب	۲۸
	بی اے ڈپٹی کمشنر	۱۶	۹	جناب محمود علی حسنا	۶۲



جے اے فورڈھم اسکوائر آئی سی ایس  
پیٹرن بزم مشاعرہ



# پیش نامہ

اس سے پہلے کہ شاعرہ آئینہ کے دلنشیں لغاتِ نشاطِ نظر و فردوسِ عمت بنیں  
میں بطورِ رودادِ مشاعرہ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے مشاعروں کا اصولی مفاد  
کیا ہے اور آئینہ کا حصہ اس میں کس نوعیت سے ہے ؟

آج جبکہ ملکی زبان کا مسئلہ ہندوستان کا ایک اجتماعی مسئلہ بن گیا ہے  
یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ اردو زبان ہی ہندوستان کی مشترکہ زبان ہے اور اس میں  
تبدیل و ترمیم (ادب) کا ایسا سرمایہ جمع ہو گیا ہے جو ایک مشترکہ زبان کا لازمی ضروری ہے  
اردو ادب کے تحفظ و بقا کے لئے جہاں اور ذرائع ہیں وہاں ایک ذریعہ  
یہ بھی ہے کہ اردو شاعری کو اپنے جدید و قدیم پسلیہ بیان اور اسالیب کے ساتھ قائم و باقی  
رکھا جائے۔ اس تحفظ کا بہترین خوشگوار ذریعہ ہمارے مشاعرے ہیں، جہاں اہل  
فن اور ماہرینِ زبان ایک جگہ جمع ہو کر اپنی ذہنی پیداوار کی نمائش کرتے ہیں اور  
تبادلۂ افکار سے اردو کے خزانہ میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔



ہر زبان کے محاورات اور روزمرہ کو محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہر زبان کا ادب ہوتا ہے۔ اردو شاعری اردو ادب کا بہترین ذریعہ تحفظ ہے۔ لہذا اردو شاعری کا تحفظ ہی ادب اردو کا تحفظ ہے۔ اور مشاعروں کا رواج اس تحفظ میں استحکام و استقلال کا باعث۔ مشاعروں سے زیادہ اظہار خیال کا ہمیں اور کہیں اجتماعی موقع نہیں مل سکتا۔

اردو کو مٹانے اور اس کے رواج کو روکنے کی جو حریفانہ کوششیں دوسری زبانیں کر رہی ہیں اس سے میری طرح آپ بھی واقف ہیں لیکن اردو زبان اپنی جامعیت، لوچ اور لچک کے ساتھ اب ہندوستان میں اس قدر مقبول ہو چکی ہے کہ اس کا مٹانا اس کے رواج کو روک دینا ناممکن ہو اردو زبان اپنی تمام قوتوں اور لطافتوں کیساتھ ملک کی مشترک زبان بننے کی صلاحیت رکھتی ہے اور اس خصوص میں سب سے زیادہ احسان ہمارے شعرا کا ہے جو اس کی ترویج کو اپنے دل کشانغموں سے قابل قبول بنانے میں برابر کوشش فرما رہے ہیں۔

ایٹھ ایک ایسا مقام ہے جہاں نہ ریلوے اسٹیشن ہے نہ تمدن و تہذیب کے ارتقا کے آثار ہیں۔ تمدن اور ترقی یافتہ شہروں سے الگ ایٹھ ایک ایسا کوریج ہے کہ لسانی و عمرانی ترقیوں کے راستے چاروں طرف سے بند ہیں مگر پھر بھی یہ ایک ایسی جگہ جو جس کی اہمیت و مرکزیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کئی تحصیلوں کے الحاق نے ایٹھ کی انتظامی حیثیت کو نمایاں طور پر مستحکم کر دیا ہے۔ مگر مذاق سلیم کا قحط ہے۔ اگر مارہرہ کی ہسپاکی میسنر آتی تو ایٹھ کا درجہ ادبی و لسانی اعتبار سے آج کچھ بھی نہ ہوتا۔ یہ صرف مارہرہ کا تصرف تھا کہ ایٹھ میں بھی شعر و شاعری کا نام کبھی کبھی سننے میں آ جاتا تھا۔

بالآخر سید کاظم رضا صاحب سپرنٹنڈنٹ پولس ایٹھ نے ۱۹۳۱ء میں یہاں بھی شاعروں کی بنیاد ڈالی۔ انکی مساعی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایٹھ میں مشاعرہ قائم ہو گیا اور جہاں پہلے کبھی ادب اردو کا نام بھی نہ لیا جاتا تھا وہاں اہل زبان غرض خواں نظر آنے لگے۔

دوسرا مشاعرہ ۱۹۳۳ء میں ہوا جس میں خان بہادر نواب مرزا محمد حسین علیخان

کلکٹریٹ نے کافی دلچسپی اور جہد و جدی کا ثبوت دیا۔

یہ تیسرا مشاعرہ ہے جو جون سنہ ۱۹۲۶ء میں منعقد ہوا ہے۔ اس مشاعرہ کی سپرستی بھی حسب روایات قدیم ایٹھ کے ہر دلغیز کلکٹر مسٹر جے اے، فوڈیم نے فرمائی اور مسٹر جی، اے، نقوی سپرنٹنڈنٹ پولس ایٹھ نے اس کی صدارت منظور فرما کر اپنے ادبی ذوق کا کافی سے زیادہ ثبوت دیا۔ یہ مشاعرہ دو نشستوں میں جو رات رات بھر کی تھیں منعقد ہوا۔ جناب نقوی کی دلچسپی اور شغف کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو گا کہ وہ دونوں راتوں کو از اول تا آخر مسلسل رونق افزہ ہو اسی طرح سید نیاز حیدر زیدی صاحب ڈپٹی کلکٹر ایٹھ نے جو اس مشاعرہ کے نائب صدر تھے اپنی روایتی ادب نوازی اور خوش انتظامی سے ایک کبھی نہ بھولنے والا ریکارڈ قائم کر دیا۔ ایٹھ کے اس تیسرے مشاعرہ کی کامیابی کا ادارہ دار فی الحقیقت انہیں حضرت پیر ہے۔ ہمانوں کی آسائش و آرام کا انتظام زیدی صاحب نے اس کشادہ دلی اور اکملیت سے فرمایا کہ وہ اس مشاعرہ کی یاد کیا تھ یاد رہے گا۔

اس مشاعرہ میں مشاہیر شعرائے ملک کو دعوت دی گئی تھی چنانچہ حضرت  
 ثاقب لکھنوی، مولانا سیاب الہ آبادی، حضرت بیگ شاہجہان پوری  
 جناب حبیب گرام آبادی، جناب قمر بدایونی، جناب احسن مارہروی، جناب  
 دلیر مارہروی، حضرت طلّیش مارہروی جیسے صفِ اول کے شعرا نے ہمارے  
 مشاعرہ کو زینت بخشی اور ہمیں ممنونیت کا موقع دیا۔ ان کے علاوہ ملک کے  
 مشہور شعرا میں سے جناب گہر لکھنوی، جناب قدیر لکھنوی، جناب شفیق  
 جوہر پوری، جناب رفی بدایونی، جناب ابر گنوری، جناب مفتوں رامپوری وغیرہ  
 حضرات قابل ذکر ہیں جن کی غزل سرائی نے مشاعرے میں ایک روحانی کیفیت  
 پیدا کر دی۔ بعض مشاہیر شعرا باوجود عمدہ تشریف نہ لاسکے جس کی بڑی وجہ راستہ  
 کی دشواریوں کا خیال تھا۔ اگر ایٹھ ریلوے اسٹیشن ہوتا تو یقیناً اس اجتماع  
 میں کافی اضافہ ہو جاتا۔ مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہے۔ ہم نے اپنے محرز  
 ہمانوں کو ایک زبان ہو کر یہ کہتے سنا ہے کہ ایٹھ میں ریلوے اسٹیشن ضرور  
 ہونا چاہیے۔ لیکن ہم اس کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں کہ ان متفقہ آوازوں کو ایٹھ

کے ذمہ دار اور رنضا شناس حکام تک پہنچ کر نتیجہ کا انتظار کریں۔

ہمارا ارادہ ہے کہ ایہ میں ایک مستقل بزم سخن قائم کر کے اس رسالہ  
مشاعرہ کو سالانہ کر دیا جائے۔ اگر ہمارا یہ ارادہ پورا ہو سکا تو ہم ثابت کر سکیں گے کہ  
ایہ میں شعرا کے جذبہ کشش کی کہانتک صلاحیت ہو اور اس قصہ کو زبان  
و ادب کی ترویج کیلئے کہانتک مفید بنایا جاسکتا ہے۔

مشاعرہ نظم و نسق میں جن حضرات نے حصہ لیا میں انکا شکریہ ادا کرنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں  
خصوصاً جانشی فیہ الدین صاحب مختار اسٹنٹ سکریٹری مشاعرہ، اقبال حسن صاحب، محمد شفیع صاحب  
قانونگو، تحصیلدار صاحب کالج، جتنا صاحب نور خان صاحب نظامی دکن، قاضی ہاشم علی صاحب دکن وغیرہ  
نے علی اعانت و ہمدردی سے میرا ہاتھ بٹا کر مجھے یہی ممنون فرمایا۔ فجزاہم اللہ خلیفہ الخیر  
آخر میں، میں ایہ کلمہ دست کلکٹراؤں و علم و ادب کے دلچسپ رکھنے والے تمام حضرات کا  
ایک تہہ بچہ شکریہ ادا کرتا ہوں مجھے امید ہو کہ آئندہ مشاعرہ اس سے بھی زیادہ ممتاز اور عظیم ہوگا  
اور ایہ کا یہ ادبی معیار اسی طرح روز افزوں ترقی کرتا رہے گا۔

مرزا کریم حسین ایم اے، ایل ایل بی وکیل ٹیہ، سکریٹری مشاعرہ

# خطبہ صدارت

”فرمودہ جناب سید غضنفر علی صاحب نقوی ایس پی، ایٹھ“

فرد بات کے ساتھ ہم ناظرین کے سامنے خطبہ صدارت کو پیش کرتے ہیں جو ہمارے مشاعرہ کے قابل صدر کے افکار کا آئینہ ہے خطبہ میں اردو، اور اردو ادب پر جس دقت نظر اور ایمان فکر سے تنقید کی گئی ہے اور جو قیمتی مشورے دئے گئے ہیں وہ ہمارے شکرا و امتنان کی حدود سے بالاتر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس خطبہ کی ہر سطر ایک شعر شہسود اور ہر شہسود ایک نظریہ ادبی ہے جو امید ہے کہ اختراع فائقہ کی حیثیت سے ہمارے ادب میں اضافہ خیر ثابت ہوگا۔

سید نثار حیدر زیدی۔ پی، سی، ایس

نائب صدر مشاعرہ و ڈپٹی کلکٹر ایٹھ  
المرقوم ۲ جنوری ۱۹۳۷ء

خطبہ صدارت

معزز شہر کا جلسہ،

آپ جس جلسہ کی اس وقت رونق ہیں اس کا نام ادبی جلسہ یا مجلس ادب ہو غالباً آپ حضرات ادب کے مفہوم و مقصد سے اچھی طرح واقف ہونگے مگر اس وقت برسپل تذکرہ اس کی تفصیل و تشریح غالباً بے محل نہوگی۔

**ادب** | ادب ہر زبان کے اس حصہ فائقہ کا نام ہے جو کسی زبان کے ارتقار اور تدریجی ترقی سے تعمیر و مرتب ہوتا ہے۔ ادب کا زبان سے وہی تعلق ہے جو پود کی جڑ اور پھول سے ہوتا ہے جب کسی پود کی جڑ مضبوط اور مستحکم ہو جاتی ہے تو اسکی شاخوں سے خاص رنگ کے پھول کھلتے ہیں اور وہی اس پودے کی نشوونما کا حاصل ہوتے ہیں۔ ادب بھی زبان کا حاصل یا نتیجہ ہوتا ہے۔ ہر زبان میں ادب کا درجہ زبان سے نسبتاً بلند ہوتا ہے اور ادب ہی سے کسی زبان کی ہمہ گیری و دل نشینی کا صحیح پتہ چلتا ہے۔

**ادب اُردو** | السنہ مشرق میں اردو زبان تمام ہمسایہ زبانوں سے رفتہ رفتہ فائق ہو گئی ہے اس نے اُس کا اُس درجہ پر پہنچا تا ایک امفطری ہو جہاں ادب کی نمود ہوتی ہے۔ اُردو کی یہ ایک خصوصیت ہے کہ اس میں ادب کے آثار آغاز تشکیل ہی سے پائے جاتے تھے۔ ظاہر ہے کہ وہی دکہنی سے میسر کیر آبادی کے زمانہ تک اردو نامکمل تھی مگر اس میں ادب کی نشوونما ان زمانوں میں بھی ضرور پائی جاتی تھی۔ ادب اردو نے بھاشا اور ہندی کے خزانوں سے بہت کچھ بہرہ پایا ہے۔ مگر اس بہرہ مندی کے بعد وہ ایک ایسی خاص زبان بن گئی ہے جس کا مقابہ آج ہندوستان کی کوئی زبان نہیں کر سکتی۔ ادب اردو میں جاذبیت کی صلاحیت بدرجہا تمام موجود تھی۔ اسلئے عربی، فارسی، سنسکرت، ہندی اور بھاشا سے بہرہ مند ہونے کے بعد اس نے مغربی ادب کے انمول اور دلکش موتی بھی

اپنے خزانہ میں داخل کر لئے۔ اب اردو ادب کی موجودہ شانِ استعدادِ ہمہ گیر ہے کہ  
اس میں تمام متذکرہ صدر زبانوں کی حلاوت و لطافت ذاتی طور پر موجود ہے۔

آپ ان زبانوں کا بہتر سے بہتر شاہکار پڑھئے اس کا جواب اُسی انداز میں  
ادبِ اردو آپ کو دے سکیگا، یہ سب ادبِ اردو کی ہمہ گیری اور اردو زبان کا کمال،  
جس کے آج کوئی حریف و مدعی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ ادبِ اردو کی تشکیل و تاسیس  
کب ہوئی؟ یہ ایک سوالِ فضول ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اب اس کی حالت کدائی  
کیا ہے؟ اور اس نے اپنی ابتدائی منزلیں طے کر کے ادبیاتِ السنہ میں جو منصب  
فائقہ حاصل کیا ہے اس کی بلندی کا معیار کیا ہے؟

نثر اور ادبِ اردو | اردو نثر کی عامیت و قبولیت دیکھتے ہوئے آج کون  
کہہ سکتا ہے کہ اردو کسی سے کم مایہ ہے۔ نثر میں اتنی اچھی تصانیف ہمارے  
سامنے موجود ہیں کہ ہم ان کا تجزیہ بھی شکل سے کر سکتے ہیں۔ پھر خالص ادبی نثر  
کی بھی ہمارے یہاں کمی نہیں۔ ادبی لطائف سے ہندوستان کے موقت الشیخ  
رسائل بھرے پڑے ہوئے ہیں جن میں مقالات، پیغامات، جذبات، و  
احساسات اور واردات و خیالات کے بے پایاں دریا موجزن ہیں۔  
اردو ادبِ لطیف نے ہماری اس تشنگی کو یقیناً سیراب کر دیا ہے جو رنگائی یا پیرچی  
لٹرچر نے ہماری طبیعت اور ہمارے ذوق میں پیدا کر دی تھی۔ آج ادبِ اردو



کے شہ پارے ہماری نگاہوں کے لئے زنگارنگ اور متنوع لطافتیں فراہم کئے ہوئے ہیں اور ہمارے ذہن اُن سے برابر سرخوش و متمتع ہر رہے ہیں۔ علمی ادبی، تاریخی، سیاسی، اقتصادی، معاشرتی اور مذہبی کتابوں کی افراط ہیں بیکار ہی ہے کہ اردو نشر میں تشریح مفہوم و مطالب کی قومیں کس مضبوطی کیساتھ پیدا ہو چکی ہیں اور اردو زبان اظہار مفہوم میں کس قدر کامیاب ہے۔

تجارتی اذکار ہمارے ماحول سے خارج ہیں ورنہ آپ کو بتانا کہ آج اردو ہی ایک ایسی زبان ہے جو بین القومی تجارتوں کے فروغ اور ترقی کا بھی باعث ہو رہی ہے۔

شعر اور ادب اردو | ادب اردو کا نمایاں پہلو ”نظم“ ہے شعرا کی کثرت اور نظم و غزل کی فراوانیوں نے ادب اردو کو ایک مجسم گیت اور یکسر موسیقی بنا دیا ہے۔ ہمارے شعرا اور ادبا جس آسانی سے شعر لکھ لیتے ہیں اور جس آسانی سے لطائف ادبی مرتب کر لیتے ہیں اس سے اردو زبان اور ادب اردو کے لوح اور لپک کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ادب و شعر میں باہم اس قدر رلیا و امتزاج ہے کہ ادب ہی شعر ہے اور شعر ہی ادب ہے۔ جب اردو کی نثر میں بھی شاعری ہو سکتی ہے تو پھر اردو نظم کا تو کیا کہنا۔ اردو زبان میں متاخر اضافہ سخن پر بطور موزوں اظہار خیال کی گنجائش ہو۔ ہندی کے دوہے

اور چہند، لاؤنی اور خیال، پتہ اور ٹھہری۔ عربی کے قصائد اور تمام اصناف، فاری طرز سخن کے تمام اصناف پر آج اردو میں موزوں خیالات کا انہار بہ آسانی ممکن ہے۔ متداولہ بحر میں کوئی بحر ایسی نہیں جو اردو میں مستقل نہ ہو۔ پھر ذرا بہ ادبی معجزہ تو دیکھئے کہ ہمارے شاعر سنیکڑوں برس سے اردو میں فکر آزمائی کر رہے ہیں مگر نثر زمان کے لئے نئے میدان پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

**تغزل قدیم و جدید** | تغزل جو ادب اردو کی ایک روش قدیم جو ساہل سال تک پامال ہوئی کہ بعد بھی نئی نئی روشوں سے سماعت نواز ہو رہا ہے۔ ایک ہی موضوع اور ایک ہی مقصد ہماری زبان میں ہزاروں طریقوں سے بیان کیا جاسکتا ہے۔ اور پھر بھی اسلوب و انداز بیان کیلئے گنجائشیں باقی نظر آتی ہیں قدیم تغزل کے پرستار اب بھی قدیم اسلوب کے ساتھ نئے نئے خیال منقوم فرما سکتے ہیں اور اس لطف و کیف کیساتھ کہ ان میں قدامت کا رنگ نمایاں نہیں ہوتا یہ ادب اردو کا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟ شعرا و ادب کی سلسل ترقیوں نے تغزل قدیم کو ایک نئی کرٹ بدلوا دی ہے۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے بعض مشاہیر ادب مشاعروں میں ایسی ایسی غزلیں پیش کرتے ہیں جن کی مثال ازمنہ قدیم میں تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتی۔

غزل میں درس و پیام اور فلسفہ و حکمت کا اضافہ ہو گیا ہے اور ہر چیز پر

افسردگی برکات کے لحاظ سے بہت زیادہ قابل مبارکباد ہے۔ آثار و قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ غزل کا رائج یہ تغزل قدیم پر بہت جلد خراب ہو کر اسے سست فاش دینے والا ہے۔ اور ادب اردو کی ارتقائی قوتیں ہماری شاعری میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر چکی ہیں۔

نظم نویسی | ہمارے دیکھتے دیکھتے ادب اردو میں نظم نویسی کا رواج استقدر بڑھ گیا ہے کہ اب صرف غزل ذوقِ عیث کا ٹکڑہ نہیں کر سکتی تاہم جو لوگ غزل کو مٹا دینے کی فکر میں ہیں وہ کسی طرح شایانِ تائید نہیں ہیں۔ نظم اور غزل میں جو ذوقِ حواس کو کٹاف نہیں؟ نظم مسلسل خیالات کا مظہر ہوتی ہے اور غزل کا ہر شعر ایک متنوع خیال کی جلوہ گاہ ہوتا ہے نظم سے جی ابھتا ہے اور غزل کے اشعار سے ہر لمحہ ایک نئی شگفتِ طبیعت میں پیدا ہوتی ہے اسلئے نظم نویسی کے رون کو ٹلی حالتِ قائم دہائی رکھتے ہوئے غزل کو بھی زندہ رکھنا چاہیئے جو ادب اردو کی ایک خصوصیت اور کیفیتِ مخصوصہ ہے۔ غزل اگر نسلی تو شاعر بھی فنا ہو جائیگا اور شاعر کی فنارِ دوزبان کو نقصان پہنچانے کا سبب بنے گی۔ اسلئے ہماری رائے میں غزل کا زندہ رہنا بھی ضروری ہے۔

موضوعات جدید | تسلیم کرنا اعترافِ شکست نہیں کہ یعنی اس قسم کی علمِ حوت کے زمانے میں قدیم موضوعاتِ تغزل جو کچھ شعرا کو دستِ کش ہو جانا ہی اولیٰ تر ہے۔ قدیم موضوعاتِ تغزل میں ایک کہنہ قسم کی تفریق کے سوا اور کچھ نہیں اسلئے جدید موضوعاتِ دلغ سے پیدا کرنے اور انہیں پلک سے پیش کر دینا ضروری ہے تاکہ ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ شاعری کو محض تفریح خاطر سمجھ کر اس سے نفرت و

احتجاج نہ کر سکے۔ میرے مطلب یہ ہرگز نہیں کہ غزل کے مقابل میں نظم کے رواج کو بالکل رد کر دیا جائے بلکہ میں چاہتا ہوں کہ مشاعرے اور مناطے دونوں دوش بدوش صورت پذیر ہوتا کہ زبان کے فادی و ادبی دونوں پہلو روشن رہیں اور میں کو بجا ایک فائے کے دو فائے پہنچیں۔

**ہمارے مشاعرے** | مشاعرے جو عام طور پر مہدی اور نوش کو گوئی شرکت کا ذریعہ تھے ہیں تارے مقصد ترویج ادب کو پورا نہیں کرتے۔ ہم نے جو انتظام کیا ہے اسے دیکھ کر آپ پر واضح ہو گیا ہو گا کہ ہمارا مطمح نظر کیا ہے۔ صرف منتہی اور مشہور شعرا کے اجتماع اور تبادلہ خیال سے ہمارے ادب میں ترقی ہو سکتی ہے۔ اس نے ہمارے مشاعروں کو ان بدعت سے پاک ہونا چاہیے جو اب تک ان کے شریک حال رہی ہے۔

ہمارے صوبہ میں ادبی مجالس کے انعقاد کا جو رسمی طریقہ مروج ہے اس میں بہت سی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ مگر ہمیں اس کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ تبدیلیاں ضرور صرف کرنے ہی سے ہو سکتی ہیں۔ ترویج و احیائے ادب کے لئے اگر ہم اپنی بضاعت و بساط کے موافق روپیہ صرف کریں تو یہ ادب کی بڑی خدمت ہے۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ ہر جگہ ایسا نہیں ہوتا۔ اور نہ ہو سکتا ہو اس کیلئے کشادہ دلی اور ایثار و حتیٰ کی ضرورت ہو تا ہم اس زمانہ میں جیکے تقریحات اور تن آسانی کی ضرورتیں ہماری جیب خالی کر رہی ہیں اگر ہم اپنے سرمایہ کا معتد حصہ ادب

اردو کی خدمت میں ضرر کر تے ہیں اسکی قیمت ضرر مل سکتی ہو۔ ادب کا حیارہ و قیام ہماری قومیت کا قیام اور حیارہ قومیت سے میری مراد فرقہ پرستی نہیں ہے بلکہ یہ تمام ہندوستان کے رہنے والوں کو ایک قوم سمجھنا ہوں جبکہ نام ”ہندوستانی قوم“ رکھا جاسکتا ہے۔ اردو چونکہ ہندوستانی زبان ہے اس لئے وہ ہر قوم کی مشترک زبان ہو اور اسکی خدمت گویا ہندوستانی قوم کی مشترک خدمت ہو۔ ادب اردو کی زندگی ہندوستان کی زندگی ہو اور ہندوستان کی زندگی کو قائم رکھنا گویا اپنی زندگی کو قائم رکھنا ہے چار فرض و طینت یہی ہے کہ ہم دل کھول کر ادب کی خدمت کریں اور اس کے بقا و احیا کی کوششوں میں مصروف رہیں ہمیں اسکی فکر ہونا چاہیے کہ دوسری زبانیں بڑھتی چلی جا رہی ہیں یا گھٹتی چلی جا رہی ہیں۔ انہا خیال کا ذریعہ ضرر زبان ہے اسلئے ہندوستانیوں کو انہا خیال میں جس زبان کا استعمال آسان ہوگا وہی زبان زیادہ استعمال کی جائیگی ہمیں دوسری زبانوں سے کوئی مطلب نہیں ہم تو ضرر اور زبان کی ترقی چاہتے ہیں ضرر اسلئے کہ یہ ہندوستان کی سب سے آخری زبان ہے اور ہمیں ترقی و ترقی کی گنجائش باقی ہے۔

**ادب اور عمرانی تہذیب** | حضرات! ہندوستان اپنی گونا گوں ترکوں کے ساتھ تمدن و تہذیب کی ایک ایسی جوڑ لگا ہے جو حکما جواب دنیا کی کوئی اقلیم نہیں دے سکتی مختلف قوموں کی اجتماعی یکجائی نے ہندوستان کو تو قلموں و گلدستہ بنا دیا جو زمانہ کی خصوصیات دینے کے مختلف ممالک کا سرمایہ امتیاز ہیں یہاں قدم قدم پر موجود ہیں انسانی جذبات کے مظاہرے، عشق و محبت کا منظر، جو دوسرے حصص عالم میں شاذ و نادر دیکھنے میں آتے ہیں وہ یہاں ہر جگہ موجود ہیں یہ وہ زمین ہے جہاں رشی، رشی، رشی،

اولیاء اللہ پیغمبر بھی معوث ہوئے اور جہاں تہجد و ایران کی طبع عشق و محبت تھی انسانی افسانے بھی سب کچھ  
غرض کہ ہندستان ان تمام مدرتوں اور خصوصیتوں کا مجموعہ ہے جو فرداً فرداً تمام عالم میں پائی جاتی ہیں ایک  
ایسے ملک کی تہذیب اور ایک ایسے ملک کا تمدن جس قدر بلند اور شکستہ ہونا چاہیے اسکے کہنے کی ضرورت  
ہیں۔ اس بلندی اور شگفتگی کا ضامن ہندو ہمارا ادب ہو سکتا ہے۔ ادب ہی سے ہم اپنے عشق و  
محبت کے لغز میں سارے آہنگِ وطن میں محفوظ کر سکتے ہیں۔ ادب ہی کے ذریعہ ہم اپنے رومان خیز  
یا عبرت انگیز حادثات وطنی کو بطور یادگار زندہ رکھ سکتے ہیں۔ ادب ہی ایسا گراموفون ہے جس میں  
واقعات ملکِ مینہ نسلوں کیلئے بچاؤ کی حفاظت باقی رکھے جاسکتے ہیں اور ادب ہی کے ذریعہ ہم اپنے  
خیالات و احساسات دوسری قوموں اور دوسری ملکوں میں منتقل کر سکتے ہیں۔ ادب ہمارے  
ملک کا ایک سرمایہ محفوظ ہے۔ ادب ہمارے ملک کی ایک صدا موزوں ہے اور ادب ہی  
ہماری موجودہ اور آئندہ تہذیب کا آئینہ دار ہے۔ ہماری عملی اور اننگی تمام ضروری ادب  
پر موقوف ہے۔ ہمارے ذہن و دماغ اور ہماری طبیعتوں میں ادب جس قدر جاگزیں ہو گا ہم اتنے  
ہی مہذب بھی ہوتے جائیں گے۔ اور ہماری معاشرت اتنی ہی بلند ہوتی جائیگی اسلئے ہیں  
سیاست اور معاشرت زیادہ اپنے ادب کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ ادب کا ذوق ہی  
ہماری تعلیمی ضروریات اور اخلاقی نشرو نما کا حامی ہے۔ میں دیکھا ہوں کہ بعض جاہل محض حضرات  
ذوقِ ادب شعری برکت سے تعلیم یافتہ سمجھتے ہیں لہذا ادب کی طرف توجہ دینا ہی ہماری  
صحیح و پرسکون زندگی کا ذریعہ ہے۔ اور ہمیں تمام شعبہ ہائے حیات زیادہ اپنی زبان کے

ادب ہی کی طرف متوجہ رہنے کی ضرورت تھی۔

دوسری حیات و پیام منزل | ہمیں ادبی مجلسوں میں اس شریک ہونا چاہیے کہ ہم ہاں

بیٹھ کر تفریح و آسودگی حاصل کریں یا شعرا کے اشعار کو اپنے جذبہ تعیش کو ابھاریں بلکہ ہمیں اس

درس پیام سے استفادہ کرنا چاہیے جو صلاۃً و شاعرانہ شعریں مضمر ہے ہمیں ادبی رشحات و تہذیب و تمدن کا

درس لینا چاہیے۔ نظم کا اثر نشر سے نسبتاً زیادہ ہوتا ہے ہمیں اس اثر سے کتنا فائدہ نہیں کی ضرورت ہے،

مجھے امید ہے کہ میرا یہ حقیر خطبہ آپ حضرات کی علمی و اخلاقی اور ذہنی و طبعی ترقی کا باعث

ہوگا اور میں نے جو کچھ اس وقت کہا جو آپ حضرات اس پر غور کر کے کئی خاص نتیجہ پر پہنچ سکیں گے

شکریہ خاتمہ | میں شکر گزار ہوں اُن اُدبائے عصر کا جنہوں نے مشاعروں میں

خطبہ خوانی کو رواج دے کر خطبہ صدارت اور مشاعرہ کو لازم و ملزوم کر دیا ہے۔ اس

ذریعہ سے کم از کم ہمیں اظہار خیال کا موقع مل گیا ہے اور ہم اس قابل ہو گئے ہیں کہ

اپنی ادبی مجالس کی اہمیت کو دوبارہ لاسکیں۔

میں آپ حضرات کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے عزت و صدارت عطا فرما کر آج

کے جلسہ میں اظہار خیال کا موقع دیا اور مجھے امید ہے کہ ہرزم ادب ایٹھ کے آئندہ مشاعروں

میں مجھے زیادہ قابل و فاضل خطیب اپنے علمی و ادبی خطبات سے آپ حضرات کو محفوظ و

مستفید فرما سکیں گے۔ میں آپ کی ہرزم کی ترقی کا دل سے آرزو مند ہوں اور میری

خدمات ہر وقت اس کے لئے وقف ہیں۔







سید نثار حیدر زیدی اسکواڈو بی اے - پی سی ایس  
فائپ صدر بزم مشاعرہ

# بزم خیال

مجموعہ غزلیات مشاعرہ

# فہرست اسمائے گرامی شعرائے کرام

صفحہ	اسم گرامی	صفحہ	صفحہ	اسم گرامی	صفحہ
۵۷-۵۷	۲۳-۲۳	۲۷	۲۰-۲۰	آتش مارہروی	۱
۵۸-۵۷	۲۵-۲۴	۳۲	۳۸	آتش مارہروی	۲
	-۲۶	۳۲	۵-۴	آبر گوری	۳
	۲۶-۲۶	۳۵	۵	آرشدی بدایونی	۴
	۲۶	۳۶	۶	آصف مرین پوری	۵
	۲۸	۳۷	۶	ازل شاہما پوری	۶
	۲۹-۲۸	۳۸	۷	ازل شاہما پوری	۷
	۳۰-۲۹	۳۹	۶۲-۶۱	ایم امیر آبادی	۸
	۳۱-۳۰	۴۰	۸-۷	بادشاہ مارہروی	۹
	۳۲-۳۱	۴۱	۹-۸	بہار شیر آبادی	۱۰
	۳۲	۴۲	۵۱-۵۰	بیابان شاہما پوری	۱۱
	۳۳	۴۳	۵۲-۵۱	تولہ بدایونی	۱۲
	۶۰	۴۴	۱۱-۱۰	غائب گنجوی	۱۳
۳۲-۳۳	۳۴-۳۳	۴۵	۵۳-۵۲	جگر مراد آبادی	۱۴
۵۸	۳۵-۳۴	۴۶	۱۱	جگر مراد آبادی	۱۵
۱۵-۳۵	۳۶-۳۵	۴۷	۱۲	جگر مراد آبادی	۱۶
۳۶-۳۵	۳۷-۳۶	۴۸	۱۳-۱۲	جگر مراد آبادی	۱۷
۳۷-۳۶	۳۸-۳۷	۴۹	۱۳	جگر مراد آبادی	۱۸
۳۸-۳۷	۳۹-۳۸	۵۰	۵۴-۵۳	حفظ فرخ آبادی	۱۹
	۳۸	۵۱	۱۳	خاک فکود آبادی	۲۰
	۳۹	۵۲	۱۵-۱۳	خلیل گنجوی	۲۱
	۴۰	۵۳	۱۵	خورشید مارہروی	۲۲
	۴۱	۵۴	۱۶-۱۵	دکتر مارہروی	۲۳
۶۰-۵۹	۴۲	۵۵	۱۶	رضا مارہروی	۲۴
	۴۳	۵۶	۱۸-۱۶	رضی بدایونی	۲۵
	۴۴	۵۷	۱۹-۱۸	رضا گنجوی	۲۶
	۴۵	۵۸	۱۹	رضا گنجوی	۲۷
	۴۶	۵۹	۲۱-۲۰	رضا گنجوی	۲۸
	۴۷	۶۰	۲۲-۲۱	رضا گنجوی	۲۹
	۴۸	۶۱	۲۳-۲۲	رضا گنجوی	۳۰
	۴۹	۶۲	۲۳-۲۲	رضا گنجوی	۳۱
	۵۰	۶۳		رضا گنجوی	

# گریدپ مشاعرہ ایڑمٹھقدہ ۲۰۱۹ جون ۱۹۳۶ء

ہائیں جانب سے

اشادہ :- آصفزین پوری - قمریادی - مفتوحہ رامپوری - اختر لکڑ آبادی - اشک مارہروی - نوشادہ مارہروی - اشک بیالونی -

..... - صدیق مارہروی - خورشید رامپوری - انجم لکڑ آبادی - ارشد بیالونی

کرمی فیلون - گلبرادر آبادی - تیاک شاہجہان پوری - ثاقب لکھنوی - مشرقی صدر - صدی شاعر زیدی نائب صدر - دلیر مارہروی - جس مارہروی - سیما لکڑ آبادی

فوش نشین صفت اول - نفا بھوری - خیر بھوری - جلال بھوری - عقیل بھوری - حفیظ فرخ آبادی - سبل فرخ آبادی -

..... دویم - رمضان بھوری - پیار سے میاں بھوری - ..... بادشاہ مارہروی -



## کلام احسن

جناب مولانا شاہ علی احسن صاحب احسن مارہروی

یوں تری جلوہ نمائی کا تماشا دیکھیں  
اپنی آنکھوں نے ہم اٹھتا ہوا پروا دیکھیں  
غنجہ و گل میں دہرا کیا ہوا نہین کیا دیکھیں  
جیکہ تم کو ہمہ تن ہم چمن آرا دیکھیں  
ایسے بیمار محبت کا خدا حافظ ہے  
چارہ فرما جسے پوچھیں نہ میا دیکھیں  
اصل ہو پاس تو کیوں نقل ہو پیش نظر  
تیرے جوتے ہوئے تصویر تری کیا دیکھیں  
کاش حاصل ہو ہمیں یہ سر دید و شنید  
تیری تقریر سنیں تجھ کو سراپا دیکھیں  
کیا دکھائیگی اٹلی ہوئی نظریں انکو  
پاس بیٹھیں تو وہ کچھ حال ہمارا دیکھیں  
جنگو ہو ذوقِ عسکری باتیں سنیں  
خاکِ آنکھیں بن رہے تیرا رخِ زیبا دیکھیں  
کس طرح ہوش سو ہو پیش کوئی ہوتا ہو  
اپنی صورت وہ دکھا کر یہ تماشا دیکھیں  
تیری عظمت تو بڑی چیز ہوا ہل نیاز  
سرحد کا دیں جو تر نقش کف پا دیکھیں  
جلوہ کیوں عام کریں کیوں وہ پرچھیں  
کوئی جب دیکھے والا ہی نہ اپنا دیکھیں  
آنسو پھینک کے خود نقش بدیوار بنیں  
رنگ اگر وہ مری حیرانی دل کا دیکھیں

ان کے دیدار کی حسرت بہت بھگو مگر یہ تمنا ہے کہ تاجہ تنہا دیکھیں  
 تم نہ آؤ گے وہ آئیگی جب ایسا ہو تو ہم چھوڑ کر تم کو نہ کیوں مت کا رتا دیکھیں  
 ہر دم ترع مرا ان سے کیہ آئے کوئی اب تو اکرمی جاتی ہوئی دنیا دیکھیں

نظرِ لطف و کرم اپنی اسی پر رکھیں  
 عاشقوں ہیں جسے احسن سے وہ اچھا دیکھیں

## گہر باری ابر حضرت ابراہیمن گنوری

جنکی خواہش ہے کہ ہم حاصل دنیا دیکھیں وہ کبھی گورِ غریباں کی طرف جا دیکھیں  
 حسرتیں کہتی ہیں ان کا رخ ریا دیکھیں تابِ نظارہ نہ رکھتے ہوں تو پھر کیا دیکھیں  
 ہم کو منظور نہیں حُسنِ نظر کی توہین دیکھ کر انکی گلی سوئے جاناں کیا دیکھیں  
 یاسن امید کے طوفان ہیں تاجہ نظر اب ڈوبتا ہے کہاں جوشِ تمنا دیکھیں  
 یہ دم ترع یہ چہرہ کا تغیر ہو پر اس آہیں کسیری بدلتی ہوئی دنیا دیکھیں  
 ہے دور ہے میں عجیب کشش اہل نظر کعبہ دیکھیں کہ تراششِ کف پا دیکھیں

ایسے ہی وقت میں گرتی ہوئی نظر پر بھلی دیکھنے والے سنبھل کر اچلوادیکھیں  
 بہہ چلے آخری آنسو بھی مری آنکھوں سے وہ بھی ان ڈوبے نار و نکام تماشادیکھیں

ابو کے خاندان تاریک میں آتے ہیں وہ آج  
 لوگ ظلمت میں تقدیر کا چمکتا دیکھیں

## نغات ارشدی

جناب مجھ محبوب حسن صنا ارشدی خلیف اکبر حضرت مولانا قمر بدایونی  
 جب یہ حالت ہو تو ہم انکی طرف کیا دیکھیں خود ہی پھین کریں خود ہی تماشادیکھیں  
 پوچھتے کیا ہیں مہ نزع کیا دیکھیں اپنے پیار کی جاتی ہوئی دنیا دیکھیں  
 غیر کیا زیست کی امید بھی ہمراہ نہ ہو آپ بیمار غم سحر کو تنہا دیکھیں  
 عارضی دید سے تسکین تو ممکن ہو مگر طالبِ یقین ہیں دیکھ کے پھر کیا دیکھیں  
 دیکھنا ہوتا نہیں سمنان فضا کا منظر میرے ارمانوں کی اجڑی ہوئی دنیا دیکھیں  
 سابقہ دہری مصیبت سے پروانوں کو خود طین نرم میں یا شمع کا جلنا دیکھیں  
 ترک دنیا تو ہو محدود نگاہی کی دلیل ارشدی آئے ہیں دنیا میں تو دنیا دیکھیں



## جذباتِ اصغر

جنابِ اصغر حسین جہاں اصغر فقہارِ عدالت میں پوری

دیکھنے والے جو دنیا کے ہیں دنیا دیکھیں ہم ہیں مسرتِ ازل تیرے سوا کیا دیکھیں  
تو غم افزا ہے نہ عید تجھے کیا دیکھیں عید ہو جائے جو وہ چاند سا چہرہ دیکھیں  
بڑھ گیا حد سے سوا صد مہِ شامِ بچراں اب یہ امید نہیں صبح کا تارا دیکھیں  
اثر اتنا تو ہوا اللہ سرِ کالوں میں وہ بھی دنیا سے محبت کا تاشا دیکھیں

حائلِ وصل ہے اب صرف محبتِ اصغر

یہ بھی اٹھ جائے تو ہم جلوہ یابی دیکھیں

## لوحِ ازل

جنابِ محمدِ راحت اللہ خالصا ازل شاہِ چانپوری

ہم نظر بھر کے اُن سے کھوئی نظر کیا دیکھیں ہاتھ جھک کر بہ اندازِ تاشا دیکھیں  
آپ کو کیا ہے غرض آپ کو مطلب کیا ہو آپ کیوں جانبِ مایوسِ تنہا دیکھیں  
کیوں نہ ہو جائیں فدا کیوں نہ کر جانِ نثار وہ پتنگے نہی شمع کا جلنا دیکھیں

## اوج اقبال

جناب سید اقبال حسن زیدی صفا اقبال بی اے (علیگ)

آئیں وہ میری عقیدت کا تماشا دیکھیں اپنے ہر نقش قدم پر ماسجد دیکھیں  
غیر کا نام بھی قانونِ وفا میں ہر حرام اپنی آنکھوں سے کیوں پناہی جلوہ دیکھیں  
کاش یوں بھی ہو کبھی جلوہ گزائین میں ہم نہیں دیکھ کئے آئیں ہمیں مع سلی دیکھیں  
نوک ہر خار پہ اک آبلہ صورتِ گل آئیں اربابِ گلستاں مرا صحرادیکھیں  
ابھی تکیلِ بصیرت نہیں دیوانوں میں ورنہ ہر ذرہ کی آغوش میں صحرادیکھیں

بند ہیں کثرتِ انوار سے آنکھیں اقبال

یہ جہاں عالمِ نیرنگ ہو کیا کیسا دیکھیں

## سطوت بادشاہ

جناب سید بادشاہ حسین ممتاز زیدی بادشاہ مارہروی

ہم اگر اپنی حقیقت کا تماشا دیکھیں اک قطرے میں سما یا ہوا دیا دیکھیں  
آپ دنیا پہ عنایت کی نظر رکھتے ہیں ایک دن تو مری نہا بھی خدا را دیکھیں

دست گلچینِ ازل کی اسے قدر سمجھیں    جن دہریں جھوپ کو کھتا دیکھیں  
بادشہ کیوں نہ پڑیں اپنی غزل بڑہ بڑہ کر

اپنے احباب کو جب حوصلہ افراد دیکھیں

اضطرابِ سہل

جناب حکیم عبدالعلی خاں صاحب نسل فرخ آبادی

اس قدر دل ترے رنگ میں دیا دیکھیں    جیٹ فٹ آنکھ اٹھائیں تراجلو دیکھیں  
دعوتِ جلوہ گیرنگ نہ دے شوقِ نظر    جبکو سو مرتبہ دیکھا ہے اب کیا دیکھیں  
ہاتھ ہلکے کو لگائے نہیں دیتا ساقی    حکم ہے دورِ رنگینی صہب دیکھیں  
تیرے سایہ میں ہوئے بٹھے ہو یہ دعا    نخلِ غم تجھ کو سدا چھوٹنا پھلتا دیکھیں  
اک ہیں بار و ہاں پائیں نہ اللہ اللہ    تیرے کوچے گذرتی ہوئی دنیا دیکھیں  
آہ جس دل میں جلی شمعِ تنابرسوں    اس میں اب غم کا گھٹا ٹپا نہ دیکھیں  
کیا عجب جی اُٹھے بیمار بد لکر کروٹ    اپنی نظر و نگاہ دیکر تو سہارا دیکھیں  
ہم وہی ہیں جو وفا کر کے بھی شمس ٹھیکر    وہ کفن کھول کے متبہ نہ ہمارا دیکھیں

چشمِ ترن لگی دل کی بھجانی ہوگی      بات تو جیتے ہر ہر اشک کو دور یاد رکھیں  
چار نکوئی لگی آگ نہ دنیا سے بچھے      آشیاں خاک ہو اور لوگ تماشاد رکھیں

ہم کو وہ طالعِ بیدار ملا ہے بسمل  
آنکھ کھل جائے اگر خوابِ تمنا دیکھیں

### کلامِ بیباک

حضرت شاہ سید حسین احمد صائبیگ شہزادہ پوری تلمیذ حضرت داغ محرم  
دل کو دیکھیں مرے دل کی تمنا دیکھیں      دم بھراں تین میں اپنا وہ جلوہ دیکھیں  
یہ بھی کیا جو رہے ایسی بھی ہو کیا بیدوی      اب تو حالِ دلِ بتیا بسین یاد رکھیں  
یتیمِ آئینہ جلا دے ہے رُخِ آئینہ      کیوں نہ ہم اپنے تڑپنے کا تماشاد رکھیں  
کی ہے کیا بخودِ شوق نے مٹی برباد      اب کہاں ہم کہ ترا جلوہ زیباد رکھیں  
بالیقیں ترکِ وفا عشق میں شکل ہو مگر      آج پھر ہم دلِ مشتاق کو سمجھا دیکھیں  
اپنا سرو داغ ہے اک بارغِ ام کی تصویر      دیکھ اندر ہی نہ کیوں حُسن کی میناد رکھیں  
ملگے خاک میں پر ہو ہی اندازِ حجاب      کس نظر سے تجھ کوئے حُسن خود آرا دیکھیں

جو دکھایا ہمیں قسمت وہ ہم دیکھ چکے اپنی صورت کا وہ اب پتہ تماشہ دیکھیں

اس کو منظور ہو مٹیاں تباہی دل کی  
جب یہ صورت ہے تو کیا حال ہم اپنا دیکھیں

### شہاب ثاقب

جناب مرزا ذاکر حسین صاحب ثاقب لکھنوی

جان کا کہیں جواب تک نہیں دیکھا دیکھیں تم مجھے ذبح کرو لوگ تماشہ دیکھیں  
وہ مائیں ہسی بات نہ کہنے کو رہے میرے غمخوار پھر اکبار انہیں سمجھا دیکھیں  
اک جھلک سی نظر آ جاتی ہے گلے گلے جب صورت ہی دکھلائیں تو ہم کیا دیکھیں  
بند ہوتے ہیں دریچے لکڑی آنکھوں کے کبتک اے بھونے والے تیرا ستا دیکھیں  
چشمِ عبرت نہیں کھلتی ہو کہ غفلت والے موت آتی ہوئی جاتی ہوئی دنیا دیکھیں  
ظلم سے جی نہ بھرا ہو تو وہ کیوں رحم کریں کچھ دنوں اور مجھے بحر میں تڑپا دیکھیں  
قابلِ دید ہیں نیرنگ زمانہ کے مگر میری آنکھیں تیرے جلوے کو کیا دیکھیں  
زندگی نام اسی آفتِ تقدیر کا ہے کہ جس میں اور عذابِ غم فردا دیکھیں





سید جراحیدر صاحب جوار ( علیگ )

دیکھنے والے نشان کفن پائے تیرے غور سے نقش میری لوحِ جبین کا دیکھیں  
 کبھی مل جاتا ہے قسمتِ یہ موقرِ ثاقب  
 چند اجاب کو بیٹھے ہوئے یکجا دیکھیں

### جراتِ جرّار

جنابِ جرّار حیدر صابر متعلم بی اے کلاسِ نویں ٹیچر  
 آنکھ نہ کر تجھے اے نورِ ازل کیا دیکھیں آئینہ بنکے ترا حسن سراپا دیکھیں  
 میری نظر دے جو وہ میرا تماشا دیکھیں میری رگِ رگ میں تنہا ہی تماشا دیکھیں  
 ہم میں پروئے، ہمیں حق ہو تری محفل میں ہم جن انداز سے جاہلیں اجلو دیکھیں  
 ابھی رہ جائے جہانِ محشرِ نغمہ بنکر چھپر کر آپ ذرا سازِ تماشا دیکھیں  
 معترف کیوں نہیں ہم حسن کی کیرنگی کو جب ہر نینے میں اک نقشِ تہیں سا دیکھیں  
 ہر نظر وقف ہو تیری ہی تہلی کے لئے دیکھنے سے ترے صفت ہو تو دنیا دیکھیں

ہے ہیں جراتِ نظارہ میسرِ جرّار  
 کیوں ہم آٹھ پہرِ حسن کا جلوہ دیکھیں



## قدرِ جوہری

جناب چھوٹے لال صبا جوہری ٹھیکیدار کا سنگ

آئین میں سحر کرنے کا تماشہ دیکھیں  
دیکھیں دیکھیں مری جاتی ہوئی نیا دیکھیں  
کشش ہونہ مزہ ہے نہ کوئی دلچسپی  
کیونہ بیگنی تصویر تہمتا دیکھیں  
لگائیں صبح قیامت شبِ غم کی حدود  
ابے دشوار کہ ہم صبح کا مارا دیکھیں  
انقلاباتِ مسلسل کی بنا ہے تصویر  
ہے یہ کیا حال دہرولِ شیدا دیکھیں

## ذکرِ حبیب

جناب حبیب احمد صفا حبیب صدیقی بدایونی

بلوہ ہے واسطہ دیدہ بنیا دیکھیں  
تجھ کو دیکھوں مجھے اہل تماشا دیکھیں  
ہیں کہ حُسن کے اعجازِ نظر کے منکر  
ادب آئیں تر جملوں کا تماشا دیکھیں  
ہاتھ ہو سوزِ دروں بیدِ ریضائے کلیم  
نبض ہمارے تحت جو سیما دیکھیں  
بجیاں برقِ تبسم سے گرانا ان کو  
طور دیکھیں نہ کسی دلِ شیدا دیکھیں  
اہلِ دل قصہ الفت پر سر غور کریں  
عبتِ انجائی آغازِ تمنا دیکھیں

ارنی شوق سے فرمائیں سرِ طورِ کلیم پہلے تابِ نگہ و چشم تماشا دیکھیں  
حیرتِ حسن نے آئینہ بنایا ہے مجھے میری صورتِ ریشہ شاق تماشا دیکھیں

تاب کیا لائے نظرِ برقِ تجلی کی حبیب  
جب کو ہم دیکھ نہیں سکتے اسے کیا دیکھیں

### جمالِ حبیب

جناب محمد حبیب الہی صاحبِ حبیب مارہروی تلمیذِ حضرت حسن مارہروی  
اے مہاتو میں پس کہ مینا دیکھیں درِ امید کھلے گنبدِ خضرا دیکھیں  
جلوہ طورِ کجا اور کجا عرشِ بریں آئے نظرِ شبِ معراج کا موسیٰ دیکھیں  
گلِ یوچ ہونے نشان کا مطلب یہ ہے اک نئی شان کا ہر آن تماشا دیکھیں  
مردمک بننے نظرِ بے سویدا بن کر رکے آنکھوں میں میری اپنا سراپا دیکھیں  
وہ بھی دن ہو کو میر کبھی ہو گا یا رب کعبہ کا طوف کریں اور دنیا دیکھیں

سرسرہ کی طرح لگائیں اُسے آنکھوں میں حبیب  
کاش ہم اُن کا کہیں نقشِ کف پا دیکھیں

## خلشہائے خار

جناب سید ظہیر الحسنین حسنا رضوی خاں شکوہ آبادی

ہم چلے کون ہر اب چاہنے والا دیکھیں کس سے کرتے ہو تم اب عہد فردا دیکھیں  
چارہ گردیکھنے آئے ہیں مریضِ غم کو مگر اس سوچے بچے ہیں اب کیا دیکھیں  
قتل منہ پھیر کے کرتے ہیں تحریفیں سامنے آئیں تپنے کا تماشا دیکھیں

خار کو ایک جگہ آپ نہیں پاسکتے  
کبھی گلشن میں کبھی جانبِ صحرا دیکھیں

## گلزارِ خلیل

جناب سید خلیل احمد صنا خلیل آنریری جنرل سکریٹری ایٹ فنڈ لکھنؤ  
تا بے اہل وفا آپ کا رستا دیکھیں ایک دن آپ انہیں آکے خدا را دیکھیں  
کچھ نہ دیکھیں جو تر حسن دل آرا دیکھیں ہمہ تن دینیں تجھ کو سراپا دیکھیں  
نوحہ گر ہے میری دشتِ کوئی یہ کہہ کر ہائے کیونکر تجھے آفاق میں رسوا دیکھیں  
کیسی کیسی نظر آتی ہیں یہاں تصویریں کبے والے سرِ تجناہ کا جلوہ دیکھیں





جناب خورشید مسعود خان صاحب "خورشید  
سپانسپیکٹر پولیس ضلع ایتھ

اسلئے موت کی خواہش ہو کہ اگر شکِ مسیح لوگ کا ندھے پتھر میرا جازا دیکھیں  
 سر جھکا دیں جو غلیل آپ درِ احمد پر  
 اوج پر اپنے مقدر کا ستارا دیکھیں

### تالیشِ خورشید

جنابِ خورشید محمد خاں صفا خورشید رامپوری سب انسپکٹر انچارج مارہرو  
 کیوں کریں کام جس میں ضرر اپنا دیکھیں ہم بٹے ہیں چھوڑیں کوئی اچھا دیکھیں  
 رنجِ سجدہ کہ غمِ حوصلہ فرسا دیکھیں قنطرہ کے اک رات میں کیا کیا دیکھیں  
 خسرو شیر دلِ ناکام متنا دیکھیں جینے والے میرے مرنا کتنا شاد دیکھیں  
 خواہشِ مرگ یہاں سوداں بھی ہوگی جا کے اس جلوہ گہ ناز میں ہم کیا دیکھیں  
 تازہ سبل ہوں میں جانیں ابھی چھوٹے آپ کوئی دم اور رپنے کا تماشا دیکھیں  
 اک بوہوم سی امید پہ کیا کر گذرا مرزا لے گا ذرا آپ کلیجہ دیکھیں  
 مختصر رہے کہ میں آپ پہ دم دیتا ہوں طول ہے کہ خطِ شوق آپ خلاصا دیکھیں  
 گو یہ دشوار ہے خورشید تبوں سے پھر جائے ہمدرد اور پھر کہا را نہیں سمجھا دیکھیں

## کلام دلیر

جناب سید امیر حسن صاحب دلیر مارہروی

نبض سے پہلے مرے دل کو سجا دیکھیں      درد کی جس میں حکومت ہو وہ دنیا دیکھیں  
 آج لے آبلہ پائی یہ تماشا دیکھیں      لالہ و گل سے بھرا دامن صحرا دیکھیں  
 دم آخر دل بسل کا ترپنا دیکھیں      وہ تماشا ہی سمجھ کر یہ تماشا دیکھیں  
 اس مصیبت کو کہاں تک کئی برداشت کرے      لوگ کبت تک مجھے یا پس تنہا دیکھیں  
 یہ تو افشا کے معنی نہیں اے برقی جمال      ہم نہ دیکھیں تجھے اور حضرت موسیٰ دیکھیں  
 ایسے وحشی کیلئے نجد کی وسعت کیا ہے      اپنے قابل تو کو کئی اور ہی صحرا دیکھیں  
 کچھ اشاروں ہی میں اظہار مصیبت کرنا      وہ اگر تیری طرف لے دل شیدا دیکھیں  
 کچھ خزا ہے تو اسی حریت دیدار میں ہے      لاسکین تاب نہ جسکی وہی جلوہ دیکھیں  
 یہ تماشا تو قیامت کا تماشا ہو گا      ہم ترپتے رہیں اور آتپناشا دیکھیں  
 خواب میں رات ہیں چاند نظر آیا تھا      کیا عجب ہو جو کسی کا رخ زیبا دیکھیں  
 گھر کو غرقاب کیا دیدہ ترے تو کی      بات تو جب ہو کہ صحران کو بھی دریا دیکھیں

یُحِبُّتَ ہے محبت، ہنسی کھیل نہیں کیا نکلتا ہے محبت کا نتیجا دیکھیں  
یا الہی یتما کی نسرادانی ہو ہر رگ پیے میں تماہی تما دیکھیں

یوں تو دنیا میں بہت عشق کو مارے ہیں لیکن  
لیکن اپنا سا کوئی بکس دہنا دیکھیں

### ریاضِ رضا

جنابِ پسرِ رضا رسولِ خاں حنا رضا زبیری راہری تھارا کلکسری ایٹ  
خوب رویاں جانشنِ حق سے ملیں ٹھیریں گوشہ دلیں ہناںِ سعادت دنیا دیکھیں  
جامِ حمیدِ ہدیادل ہو میرا پہلو میں کیوں کہہں چائیں یہیں طوبہ دنیا دیکھیں  
وہ جو چلن سے نکل آئے گئے ہوئے حواس دیکھنے والے بتائیں ہیں ہم کیا دیکھیں

### ترنما تِ رَضی

جنابِ رضی الدین حنا رضی بدایونی

رے رے رو کی تجلی کو جو موسیٰ دیکھیں فخر سے پھر نہ فروغِ یدِ بیضا دیکھیں  
کسی حد پر یہ بتا آئے ہیں کیا دیکھیں حُن دیکھیں کہ ترے حُن کی دنیا دیکھیں



جاگزیں دل میں اگر تیرا سراپا دیکھیں جلوہ حسن کا جی بھر کے تماشا دیکھیں  
 کیا تیرا حسن تہہ زلفا چلیب دیکھیں پر وہ اٹھے تو جمالِ ربّ زیبا دیکھیں  
 خونِ ارمٰنوں کا یاد دل کا ترپنا دیکھیں مقتلِ عشق میں کس کا تماشا دیکھیں  
 پھنس گیا عشق کی موجوں میں غنوں کا کب کھائے اسے قسمتِ بے پناہ دیکھیں  
 مطلعِ نورِ حقیقت ہے دل صاف پنا اے مجازا بے سراسرِ آئینہ کو ہم کیا دیکھیں  
 ناتوانی متقاضی ہو کہ دم بھروم لے وحشتِ دل کی یہ تاکید ہو صحر دیکھیں  
 ناامیدی ہیں اس بات کی ہلکتی ہے ہمسے جو روٹھ گیا ہے اسے سمجھا دیکھیں

لطف آجائے اگر ہم سے گنہگار رخصتی

سرسیرِ رحمت کا تیری خشر میں سایا دیکھیں

رُودادِ زراہد

جنابِ اقتدار احمد رضا زراہد لکھنوی

محوِ حیرت ہوں ان کا کہیں جلوہ دیکھیں ہم ہی بنائیں تماشا وہ تماشا دیکھیں  
 داغِ دل زخمِ جگر خونِ تماشا دیکھیں دیکھیں اور اگلے ترے عشق میں کیا کیا دیکھیں

دم آخر مرے مزیکا تماشا دیکھیں      اینولے مری جاتی ہوئی دنیا دیکھیں  
 بھول کر جانیں پھر طور کی جانب سے      اپنے ہی دل میں اگر یار کا جلوہ دیکھیں  
 وہ ہوں اور سامنے آئینہ دل رکھا ہو      ہم انہیں اور وہ اپنا رخ زیبا دیکھیں  
 یہ سر طور تڑپتی ہوئی بجلی تو بہ      دور سے حضرت موسیٰ یہ تماشا دیکھیں

حشر میں کہتے ہیں زاہد سے تڑدیوانے

آج ہوتا ہے وفا وعدہ فردا دیکھیں

### جلوہ زیبا

جناب مکٹ ہماری لال حسنا زیبا۔ ایٹھ

تابِ نظارہ کہاں یار کا جلوہ دیکھیں      مخزنِ نور کی بجلی کو چمکتا دیکھیں  
 یا الہی وہ نظر دے ترا جلوہ دیکھیں      بہ متن دیدنیں تجھ کو سراپا دیکھیں  
 امتحانِ شرط ہو کہنے کی تو یہ بتا نہیں      چاہنے والوں میں پا کوئی ہما دیکھیں

ہے یہ ایٹھ میں نئی شان کی محفل زیبا

کسے سر رہتا ہے اس ہرم کا سہرا دیکھیں

## افکار زیدی

جناب سیدنا رحیدر صاحب زیدی کی آنا تب صدر مشاعرہ

حشر پر غور کریں، محشر دنیا دکھیں	آسمان اے بتا تو سہی کیا کیا دکھیں
آنکھ میں بھر کے رے حُسن کا جلوہ دکھیں	پھر نہو دید کی حسرت تجھے اتنا دکھیں
ایک میں غیر کہ تعمیر ہے فتنائے نظر	اور اک ہم میں گھر ہو یک تاشا دکھیں
جادۂ منور ہستی سے گذر نیوالے	کچھ دنوں اور ہمارا ابھی رستا دکھیں
ہم کو گرا اپنی حقیقت کی خبر ہو جانے	پھر نہوئے حرم و دیرو کلیسا دکھیں
اہل دلی کو ہم منصب سہی ہوں میں	آستیں میری لٹ دیں یہ بیضا دکھیں
کرنہ مجبور تماشا ہے جہاں نظروں کو	ہم تجھے دیکھنے آئے ہیں کہ دنیا دکھیں
نظر تاناہیں ماہی کو محیط دریا	ہم سے جلوہ ترا بار ہو تو جلوہ دکھیں
جہنم شاک کہ ذر نہیں نہیں ہو خورشید	دل میں آکر وہ مرنو رسوید دکھیں
کچھ تو تانوں میں فطرت کے تنوع ہوتا	یونہی کیا لیل دہنا رخم دنیا دکھیں
ردبرو ہو نگہ شوق اے برق جمال	کیا صر در ہو کہ چھپ چھپکے تماشا دکھیں

کیوں نہ اک قطرہ کو سہم حاصل رہا سمجھیں کیوں نہ اک بوند میں امداد ہو یاد کیجیں

ہم تو بے پردہ انہیں دیکھ رہے ہیں یہی

جنہیں پردہ کا یقین ہو وہی پردہ دیکھیں

## خیالاتِ سعید

ابن مولانا حسن مارہروی

کیوں سب بغیر یہ بگڑا ہوا افتاد کیجیں آپ اگر مری حشر کا تماشا دیکھیں

اور کیا لطف و کرم برق و شرکاء دیکھیں آشیانِ سامنے جلتا ہوا اپنا دیکھیں

ستم اُنکے نہ مری شدت ایذا دیکھیں جتنے دل والے ہیں وہ میرا کلچا دیکھیں

یہ اثر اہل نظر میری فغاں کا دیکھیں آسمان اور زمین کو نہ وبالا دیکھیں

ہائے وہ دستِ نگار سے ہیں فرج کریں اور ہم جیتے ہوئے خونِ تمنا دیکھیں

فرے فرے سے عیان سچے تر انوارِ جلال دلی آنکھوں سے اگر ہم ترا جلوہ دیکھیں

کاش وہ ہم سے دم باز پس بلجائیں غم ہمارا نہ سنیں حال ہمارا دیکھیں

پھر وہی طور کا منظر ہو وہی بقِ جمال پھر اسی شانِ دیدار کی کا دیکھیں

چشمِ براہِ یہ حسرتِ ہیں رکھتی ہو سعید  
دیکھ لیں انکو تو پھر نہ کسی کا دیکھیں

## تبصراتِ سمیع

جنابِ سمیع الدین حسین صاحبِ زبیری سمیع

ہم سے پیارِ الم ردِ زمر کرتے ہیں کیا غرض ہے انہیں کمال ہمارا دیکھیں  
لو میرے طور دکھاتا ہے کوئی اپنی جھلک آج جی بھر کے ذرا حشر موسیٰ دیکھیں

آج تک ہم اسی امید پہ چلتے ہیں سمیع  
اس کے کوچہ میں ہیں اسکا نظارہ دیکھیں

## جوہرِ سنی

جنابِ سنی گنوری

ہر طرف کیوں نگہِ شوق کو رسوا دیکھیں تابِ نظارہ میسر ہو تو جلوہ دیکھیں  
بجھکے پردے جو ہم شاہِ رعنا دیکھیں حُسنِ ہی حُسنِ فضاؤں سے برسا دیکھیں  
اے ستاروں میں فیضانِ بکے چکنے والے کاش بے پردہ کسی دن ترا جلوہ دیکھیں

تم ہی خود کشکش غم سے چھڑا دہم کو      تلبے موت کا فرقت میں سہارا دیکھیں  
 دید کی ضد پہ اتر آئیں اگر فرقت میں      ہم ہوا چاہیں ہیں آپکا جلوہ دیکھیں  
 آج تک طواریکی وادی گندا آتی ہے      دیکھنے کیلئے کون تاہر جلوہ دیکھیں

جادہ عشق میں مٹ جائیں نہ کیونکر سیدنی  
 سردی زسیت کی کیون ٹکے نہ دنیا دیکھیں

### رشتااتِ سیما

حضرت مولانا سیما اکبر آبادی

تجھے اس رنگ میں کیا برق تجلادیکھیں      طور پر آگ لگے لوگ تماشا دیکھیں  
 کس طرح حیرت و محبت کا تماشا دیکھیں      جطرف اپنے دیکھا ہوا دہر کیا دیکھیں  
 حُسنِ محدود و دو عالم، نگہ شوق آزاد      کیا دکھائیں تجھے امرکانِ نظر کیا دیکھیں  
 ڈھونڈنے والے تری دیکھ مایوس نہوں      شامِ کعبہ نہ سہی صبحِ کلیسا دیکھیں  
 حُسنِ ہر عالم صد رنگیاں کبھی ہے      جو تہا ہے میں کیوں جانِ دنیا دیکھیں  
 باوجود غم ہستی نہیں خواہاں اجل      میرنوالے مرجینے کا تماشا دیکھیں

خواہشِ امن بھی ہر شور و غلِ خاطر سبب  
ہم نہ ساحلِ کیڑ جانیں در بادِ کھیں  
خوش ہیں اُدوست کہ ہر درِ دُعا انجام  
ہم تو جابینِ ارکانِ مداو دیکھیں  
آؤ آنکھوں میں سما جاؤ بہت دیکھ چکے  
ایک تصویرِ ہیو رنگِ ہر کیا دیکھیں  
سنگِ درِ سپر ہیو درِ پرہیزِ اب سیرا  
اہلِ کعبہؐ مہرِ نکاسِ لیتا دیکھیں  
دلین دیکھا ہی تھے طور کی جانب نہ بلا  
آئینہ دیکھ کے پتھر کی طرف کیا دیکھیں  
جو خوشی انکی تو کل نہ ہی بھیک ہی  
آج اے جوشِ طلبِ تلخ بھی پھیلا دیکھیں

کرمِ حضرتِ زیدی کے تارے سیاب  
تھی بہت دن چست کہ پھر اٹیا دیکھیں  
کلامِ شفیق

جنابِ قمر الدین خاں صاحبِ صدیقی شفیق ایڈیٹر "طارق" جوپور  
آنکھ دالے بُتِ خودِ ہر کا کر شما دیکھیں  
اور اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھیں  
یوں گزر جائے طوافِ درِ خواہاں کرتے  
کوئے یلی سے ٹھیں کوچہِ سلمیٰ دیکھیں  
تدوینِ ابرہی پھر بھی تمنا ہے یہی  
اس گُلِ باغِ جوانی کو جھٹکا دیکھیں

رخ تاریکی عالم کو مٹانے والے  
 دل ہے یا نہ ہے جان ہے یا نہ ہے  
 پنج پتارے ہوں فدا چاند جہیں پردے  
 نیند آجائے شبستانِ وفا میں ہم کو  
 اپنے گھر میں گھریں گہی ہم بھی تو اجالا دیکھیں  
 لیکن آباد ترے حُسن کی دنیا دیکھیں  
 ہم تھے خوابِ جوانی کا تماشا دیکھیں  
 صبح اٹھ کر تر امنہ لے گلِ رعنا دیکھیں  
 تو کہیں ہو تجھے ہر حال میں چھا دیکھیں  
 چشمِ مجھ سے جمالِ رخِ یسلی دیکھیں  
 کب گذرے اسیری کا زما نا دیکھیں  
 کبے والے کسی عاشق کا طریقہ دیکھیں  
 آپ بیٹھے ہوئے بالیچ تماشا دیکھیں  
 ہمو دیکھیں کہ وہ دشمن کی تماشا دیکھیں  
 ٹھہرے اب کوئی نہ کر وٹ پڑنا دیکھیں  
 بے نقاب آج وہ نکلے ہیں خیر کرے

روح بیدار ہو دل شاد ہو آنکھیں روشن  
 اے شفیق آپ اگر گنبدِ خضر دیکھیں



## بشیر شمیم

جناب شمیم احمد صاحب شمیم نہنٹوری

ہم نہ فردوس نہ تسنیم نہ طوبیٰ لکھیں تیری محفل، تر مسکن، ترا کو چا دیکھیں  
ایسا دیکھا ہے کہ ابے یو کی حسرت نہ رہی ہم تجھے دیکھ کے جانِ نظر کیا دیکھیں  
عش جو لانگہ انساں ہو بڑی مدت کیاں جایگاہ خاک کا پتلا دیکھیں  
رگیا بنے میں آئینہ خلوت گہ دوست آنکھ والے مری حیرت کا تماشا دیکھیں  
آنکھ میں نشہ کے ڈوبے ہیں تبسم لب پر آج جیسے تہیں دیکھا ہے ہمیشہ دیکھیں  
جی میں ہو محفل عالم سے چر الیں ہم کن آنکھوں نے تر سخن کو رسوا دیکھیں

حسرتی ایک نظر کا ہوں بہت دن شمیم

کاش وہ مجھ کو یہ انداز گوارا دیکھیں

## انکار شمیم

جناب شمیم سرور صاحب شمیم ایوی

اپنی ہی سہی سے، راہ طلب میں طلب ہم پٹ آئیں در کعبہ اگر وا دیکھیں

جل کے پروانہ سے ہم شمع بجے بیٹھ ہیں خود تماشا ہیں تو پھر کس کا تماشا دکھیں  
 اس تپ غم سے ہو کیا شامِ شفا کی اُسید  
 ہاتھ جل جائے اگر نفیسیا دکھیں

### دلِ شیدا

خوابِ ایتچ، ایس، غالب علی صاحب ہاشمی شیدا۔ ایہ  
 دلینے نور تجھے داغِ تمنا دکھیں تیرے جوتے ہوئے کعبہ میں اندھیرا دکھیں  
 شمع کی آگ میں پروانے کو جتنا دکھیں آہ کن آنکھوں سے انجمِ تمنا دکھیں  
 ان کے تیروں نے کیا آج تسلطِ دل پر آرزوئیں میری اب رٹھکا نا دکھیں  
 تائیکے ہجر کے مارے ہوئے او عہد شکن سوئے در آنکھ لگائے تیرا رستا دکھیں  
 چھڑ دیں درد کی مضر سے جو نغمہ دل ساز ہستی کا ہرک تا رشتہ دکھیں  
 کل تماشائی نے دیکھا تھا تماشا اُن کا اب تماشائی کا اپنے وہ تماشا دکھیں

کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آتی شیدا  
 کس طرح درد کا ہوتا ہے مداوا دکھیں

آہ صابر

جناب سیدنا، اسی صاحب صابر گنگیری ضلع علیگڑھ

خوب سیراب کیا انکو بقدر دشت خالصہ اکرم آبلہ پا دیکھیں  
جان بری بحر محبت میں نہیں ہے ممکن ڈوبنے والے نہ نکلے کاسہارا دیکھیں

نالہ صابر

جناب صابر صاحب گنوری

غم سے مچلا ہوا لب پر مالا دیکھیں آج وہ ضبط کی لٹی ہوئی دنیا دیکھیں  
کعبہ دل میں اگر ہم ترا جلوا دیکھیں کثرت نور سے ہرمت اجالا دیکھیں  
سیری حالت میں اُن سے تو ہوا رد و بدل موت کس طرح بدلتی ہے یہ تقنا دیکھیں  
حال سن کج مرا جگو ہنسی آتی ہے کاش وہ میرے تڑپنے کا تماشا دیکھیں  
لوٹیں کیوں پڑو دیکھتے والو کی نظر ہر طرف جبکہ ترا جلوا ہی جلوا دیکھیں  
ذرہ ذرہ رو الفت میں دشمن اپنا تو بتا تیرے سوا کسا سہارا دیکھیں  
نامردی پہ دم نزع بیا ہے کہرام کاش وہ بھی مری طاقی ہوئی دنیا دیکھیں

دل میں تو دہن میں تو آنکھیں تو روح میں تو ہلکو تو فقی نہیں جو ترا جلوہ دیکھیں  
 گامزن راہ و فایں تو ہوئے ہیں صابر  
 کیا دکھائے ہیں قسمت کا نوشتہ دیکھیں

### مقالات صدیق

جناب صدیق حسن صاحب صدیق مارہری

پہلے وہ سیر ترپنے کا تماشا دیکھیں	ناوک ناز کا پھر اپنے ٹھکانا دیکھیں
کس بھر دسہ چیں کس کا سہارا دیکھیں	غیر دیکھے تہیں تم غیر کو ہم کیا دیکھیں
رنج و غم درود الم یا میں تمنا دیکھیں	اور بیمار الم اس کے سوا کیا دیکھیں
غم کے مارے ہوئے کس حال میں کہ تیرے پس	نہ وہ اتنا کبھی لوچھیں وہ اتنا دیکھیں
یا تو عشاق کو درپردہ پڑا ہے دیں	یا یہ کہیں کہ ابھیں اور ٹھکانا دیکھیں
اسکا اذمان ہے محفل میں کیلے وہ ملیں	اسکی حسرت ہے انہیں اب میں تنہا دیکھیں
مٹی کو تم اگر دل میں جگہ دیتے ہو	بے ٹھکانے ہو اور ٹھکانا دیکھیں
میں براہوں مری تقدیر بری شاہری	آپ اچھے ہیں مجھ سے کوئی اچھا دیکھیں

اور اس غم میں گھلے جاتے ہیں بیمارِ الم کہیں ایسا نہ وہ آئیں تو اچھا دیکھیں  
 جس طرف چاٹا دہریزِ ستم پھینک دیا آپ بھی خوب ہیں اپنا نہ پرایا دیکھیں  
 آج جی بھر کے نہالیں یہ بتائی والے عرصہ حشر میں کل اس کا نتیجہ دیکھیں

عبث امید و فار کھتے ہیں ان سے صدیق  
 غیر ممکن ہے کہ جھوٹوں کو وہ سچا دیکھیں

### شعلہ ہائے طیش

جناب یوسف حسن صفا طیش مار رہی سابق شاعر بار بار زلمی پور

ہوش برجا ہوتی کچھ دیر و علو دیکھیں ہوش ہی جب ٹھکانے میں پھر کا دیکھیں  
 خود چھری پکیر الفت کا نتیجہ دیکھیں کیا صورتِ حرم موت کا رستا دیکھیں  
 نہ برا دیکھیں محبت میں نہ اچھا دیکھیں یہ کہاؤں کہ رستا زما نا دیکھیں  
 تیر پر اس کے نہ کیوں پیار نہیں آجائے دلیکچوں اس کو نہ رکھیں سیدھا دیکھیں  
 اس طرح عشق کے نشتر ہو گونیں پیوت ہر سرورِ داغ و خون کا دریا دیکھیں  
 کس قیامت کا ہو یہ گورِ غریبا کا سماں آکے منع بھی یہ گڑا ہوا نقشا دیکھیں





سید ظہیر الدین حیدر صاحب ظہیر  
(عایک)

ختم ہی ہوگی نہ خونباری چشم گریاں کس طرح رنگ بدلتا ہے زمانا دکھیں  
 بہت اس بام سے پکار گئے آہونکے خدنگ کس طرف جاتے ہیں یہ رخ تو ہوا کا دکھیں  
 نزع میں آخری ہچکی کہیں جلدی آئے اور بڑھ جائیں پھر اک نئی دنیا دکھیں  
 عشق میں آئیگی وہ آخری منزل کتبک خود تماشا نہیں اور خود ہی تماشا دکھیں  
 نام کو بھی تو نہ آنکھوں میں بصارت چھوڑیں انکو دکھیں کسی سوتے سے تو اتنا دکھیں  
 عمر بھر دے ہیں اب کسکو دکھاتے ہر حال نہ رہی آنکھ میں مینائی تو ہم کیا دکھیں  
 ہم تجھے دیکھ چکے اور ابھی دکھیں گے ایسے دیسوں کی نظر کیا دتجھے کیا دکھیں

شہر میں امن ہو طیش علالت سے تری  
 وہ خدا وقت نہ لائے تجھے اچھا دکھیں

اظہارِ اہلِ طہیر

جناب سید ظہیر الدین حیدر صاحب

جب ترے حسن کو عالم کا خلاصا دکھیں پھر بھلا وقتِ عالم کی طرف کیا دکھیں  
 آپ پہلے مری رودادِ تناسن لیں شوق سے پھر مری تصویرِ تناسل دکھیں



حرمِ دیدار تو میں صرف نظر کے دھوکے      تم تو جلوہ نماد میں دہاں کیا دکھیں  
 کیوں پر دہیں ہمارے ترے جلوے بنام      کیوں پاری ہی طرف اہل تماشا دکھیں  
 کیا نہیں اک نگہِ ناز میں، اللہ اللہ      اسے محفلِ ہنسا میں جسے تنہا دکھیں  
 صبح جب ہوگی تو خود لائیگی اک جلوہ نو      آج کیوں بیٹھ کے آئینہ فردا دکھیں

ہو یہ دیوانہ کی دنیا بھی عجب جیسے بھلے  
 مینہ بہجائے تو پھر جنتِ صحرا دکھیں

### ہمہ عباس

جناب سید نور رشید عباس ضنا عباس اٹھوی

دستِ نگیں میں فرغِ بے ریا دکھیں      روئے تاباں میں مرادِ موسیٰ دکھیں  
 عشق نے حسنِ پیمان یہ بیا روزِ نازل      ہم ٹپتے رہیں اور آپ تماشا دکھیں  
 حُسنِ وہ رازِ نہاں ہے جسے پائی نہ سکیں      باوجودیکہ تجھے حد سے زیادہ دکھیں

کم سے کم اپنی تباہی کا اثر اتنا ہو  
 اسکو عباس کہیں وہ جسے رسوا دکھیں

الہاماتِ علیم

جناب عبد العلیم صنا علیم ایٹوی

حسن یوسف کا نہ ہم حُسن زلیخا دیکھیں ہم تن و بدنیں تجھ کو سرا پا دیکھیں  
دل کے دو کڑے اسی سطحے خالق نے کئے ایک سے یاد کریں ایک میں جلوہ دیکھیں

آنکھیں روئی ہیں تیرے پاؤں کے چھالو کو علیم  
شوقِ دل ہے ہی پھر چل کے جو صحرائیں

وارفتگیِ فدا

جناب فدا احمد خاں صاحبِ فدا شیرانی علیگڑہ

وقتِ آخر وہ اگر بنے میسا دیکھیں حالِ بد کو سرِ اکدم میں اچھا دیکھیں  
عشق میں شینِ طریا تیک ایذا دیکھیں جو دکھاؤ ہیں تقدیر کا لکھا دیکھیں  
دل کھینچ جاتے ہیں جیتا اللہ کرشمے تیری انگڑائی کا ہم اور اثر کیا دیکھیں  
بالِ پر نیوجِ زبا کاٹِ نفس میں صیاد تو ستم اپنے دکھا ہم ستم آرا دیکھیں  
تیغِ ہر پاسِ کفن ساتھ ہو قتلِ نزدیک آئیں سب قاتل و سبیل کا تماشا دیکھیں

ہو کے سیراب کہلاہیں بیاہاں چمن خشک کانٹے کرم آبلہ پا دیکھیں  
 لطف آہستہ خرامی لبِ ساحل چھوڑیں بڑھکے ہم کشمکش کشتی و دریا دیکھیں  
 دائے بیچارگی قید کہ ان بھی نہ کریں اور نشین کو بھی ہم سانے جلا دیکھیں

رحمتِ تیشہ فرہاد فدا کون اٹھائے

کیوں نہ سرنگ دریا رے ٹکڑا دیکھیں

الوارِ قمر

جناب مولانا قمر الحسن صاحب قمر بدایونی

کر کے اس بات کا ارمان جلو دیکھیں ہم تو ناکام ہوں اور آپ تاشا دیکھیں  
 نبض بیمارِ محبت کی نہ دیکھی نہ سہی اب ذرا دیکھو بعد آپ جانا دیکھیں  
 ہم تو گھر چھوڑ کے دیکھینگے تاشائے جمال طور پر جلے کہ انہیں حضرت موسیٰ دیکھیں  
 دہ درمنہ چلے آئیں جھجکتے کیوں ہیں جو تسم ڈھائے ہیں اب انکا نتیجا دیکھیں  
 میں تو بیکار سمجھتا ہوں انہیں صدقہ توفیر ایک دن حضرت ناصح مجھے سمجھا دیکھیں  
 دم آخر بھی عیادت گو نہ آئو اے اب اجازت ہو تو ہم تم کو کارت دیکھیں

جانگر خون کریں آپ متناؤں کا اور اس طرح کہ مجبورِ تمنا دیکھیں  
کو نسا غم ہے جو دنیا میں دیکھا ہم نے مگر اب بھی یہی حسرت ہے کہ دنیا دیکھیں

شوقِ منزل کا سہارا ہمیں کافی ہو مگر  
کیا ضرور ہے کہ ہم خضر کا رستا دیکھیں

تنویرِ قمر

جنابِ قمر صاحب

دیکھنے کی جو ہمت ہوئے کیا دیکھیں دیکھ سکتے ہوں اگر حسرتِ موسیٰ دیکھیں  
دیکھنے کیلئے ہوتا ہے تماشا دیکھیں زندگی دیکھ چکے ہیں مرامِ نادیکھیں  
ڈوبنے والی کا سا حل تماشا دیکھیں کیا یہی شیوہ اربابِ وفا ہی ارباب  
میرا دل میرا مگر میرا کیجھا دیکھیں دابر بھی میں ہی نام لئے جاتا ہوں  
پاؤں چلے ہوئے ہیں اس پہ کہ صحرے دیکھیں خدہ ہاتھوں کی کہ حسرتِ مگر میانِ اریں  
رقصِ سبیل کا وہ کچھ دیر تماشا دیکھیں جان دینے کا صلہ عشق میں مل جائیگا  
آپ ان خاک کے ذرؤں کا ابھرنے دیکھیں کتنے دل ہو گئے خاکستریوں سے پیدا

موت سے در لیا کرتی ہر دنیا لیکن وہ سمجھتے ہیں تماشہ تو تماشہ دیکھیں  
 نا خدا اب نہیں موجوں کے حوالے کر دے آج موجوں ہی میں سارے کا نظارہ دیکھیں  
 اس جس ہوا دوستِ محبت میرا دیکھنے والے قیامت کا تماشہ دیکھیں

نجد کے دشت نے پھر یاد کیا ہم کو قمر  
 فصل گل آئی ہو پھر جل کے تماشہ دیکھیں

تنزین گہر گہر لکھنوی  
 جناب سید محمد ولایت حسین صاحب گہر لکھنوی

عالم نزع ہے اوقت یگانہ کیا دیکھیں جلوہ یار کہ جاتی ہوئی دنیا دیکھیں  
 کس سے باتیں کریں کس کا رخ زریبا دیکھیں وہ نہیں مٹی حجاب کی طرف کیا دیکھیں  
 اس انکار نہیں ہر خطا کا نہیں تیری رحمت کو نہ دیکھیں تبا کیا دیکھیں  
 عشق کی آگ ہے کیا جلوہ رنگیں کیا ہے زار دے کوئی کہدے ابھی دنیا دیکھیں  
 بات رہ جائے الہی ورتو یہ کھل جائیں آج دشمن بھی ترسمت کا سجاد دیکھیں  
 اشیاء بھی نکلتے والے یہ ستم اور بھی ہے گھر جا رہی جلے ہم ہی تماشہ دیکھیں

ماننا پڑتی ہے کوتاہ نگاہی اپنی جستجو ہم کریں سوئی تراجلو دیکھیں  
 شرم سے آنکھ اٹھائی نہیں جاتی ہے گہر  
 جو ہمیں دیکھ رہا ہوا ہے ہم کیسا دیکھیں

### روح مسرور

جناب عبدالقیوم صاحب غزنوی مفسر ربانی  
 جب کہا اُنہی کبھی حال ہمارا دیکھیں بولے مرعاً تو دیکھیں گے ابھی کیا دیکھیں  
 شوق دیدار کا انجام ہے غش ہو جانا سانسے جب حقیقت ہے تو پھر کیا دیکھیں  
 جب جہالت ہو تو ہمدردانہ نہیں کن کہے بات چھپیں نہ کبھی حال کسی کا دیکھیں  
 بے بہار ونکی تسلی کا ذریعہ کیا ہے مطہر جیب کے جب کوئی سہارا دیکھیں  
 اتنی ہمت ہی کہاں ہی غم دیکھیں کہ ہم آرام سے رہ کر کبھی دنیا دیکھیں  
 رخصت اجبر کو تار تار توں شوق اس انکی ضد ہو کہ مجھے بکسین تنہا دیکھیں  
 میری حالت کی خبر لو نہیں کر دے قاصد اسے کیا بحث نہ دیکھیں مجھے یا دیکھیں  
 لوگ کیوں دیتے ہیں لاپتے یہ خوب کہی اور کیا آپ کو ناکام متنا دیکھیں

یہ نئی شرط ہے مسرور حیا والوں کی  
ہم نہ دیکھیں انہیں وہ حال ہمارا دیکھیں

### قلب مفتوں

جناب محی الدین احمد صفا مفتوں رامپوری

چشمِ باطن اگر وسعتِ دنیا دیکھیں	ذرہ ذرہ میں خدائی کا تماشا دیکھیں
صبح کعبہ سے ملی شام کلیا دیکھیں	یوں سے عارضِ کاکل کا تماشا دیکھیں
اک پر نیچا نہ صد ہوشِ بابہ دینا	عمر و روزہ میں آنکھوں سے کیا کیا دیکھیں
دیکھنا چاہیں عجب کی مکمل تصویر	ترے میں وہ مرا گڑا ہوا نقشا دیکھیں
جلوہِ ریزی تری کس کو چہ دیرِ زین میں	پر کن آنکھوں سے تجھے اوسم آرا دیکھیں
جو تصویر کی بھی حد کہیں بالا تر ہو	اس ستم ساز کو اربابِ نظر کیا دیکھیں
رہن ہوش ہر رنگینی دنیا لے دل	اس گلستاں کو باندازہِ صحرانہ دیکھیں
جو کسے جینے سے بیزارتھے اُسے کہدو	کہ تناؤ کی لٹنی ہوئی دنیا دیکھیں
چارہ کار نہیں میرے جنوں کا مفتوں	آپ بھی وحشتِ دلوں میں سمجھا دیکھیں

## خیالِ ممتاز

جنابِ منشی ممتاز حسین حصّہ ممتاز مارہری

بے پست پرست ہو گئے دالے      جب یہ عالم ہے تو کیا اندیشہ دیکھیں  
 اُن کے کہنے سے تسکین سی ہو جاتی ہے      جیتے جی ہم تجھے ناکام متنا دیکھیں  
 ہم تو بے پردہ ہی کھینکے تجھے پرندہ نشیں      دشمنوں نے پس پردہ تجھے دکھا دیکھیں  
 حشر دیدہ تو دیکھ ہے دل میں لیکن      کش کش یہ کہ کیوں کر ترا جلو دیکھیں  
 بھول کر بھی کریں طور پر جانے کا خیال      اس کا جلوہ جو کبھی حضرتِ موسیٰ دیکھیں  
 نزع کا وقت ہر دم توڑ رہے کوئی      در و دروٹ کہیں ہے تو تماشہ دیکھیں  
 موت دم بھر کوٹھ رہا کہ کوئی آتا ہے      آخری وقت تو اس شوخ کا جلو دیکھیں  
 یا الہی ہمیں وہ ختمِ بصیرت دیدے      اپنے گھر بیٹھے ہوئے یار کا جلو دیکھیں  
 حصارِ اک سے بھی دور، اب سو تامل      دیکھنا چاہیں تو قطرہ میں دریا دیکھیں

بجلیاں کیوں نہ گریں خرمینِ دلیر ممتاز  
 جب انہیں غیر کے گھر انجمنِ آرا دیکھیں



## محفوظات محفوظ

جناب منشی محمد محفوظ اللہ صاحب محفوظ قانوگوں پیشتر سورو فی

ماصل سیرِ نظرِ کیفیتِ تماشا دیکھیں دیکھنے والے جو ان آنکھوں کا تشاؤ کھیں  
 دیکھنے والے اگر ان کا سراپا دیکھیں سچ تو یہ ہے کہ جو موسیٰ نے نہ دیکھا دیکھیں  
 دلیس یوں کہ محبت کو بھی محسوس نہ ہو تبھکو درپردہ ہم اشان سے تنہا دیکھیں  
 ہم تو ہیں طالبِ دیدار کی تمنا کیا ہے وہ ہیں دیکھ کے کیوں اپنا سراپا دیکھیں  
 کعبہ طور بھی ہیں دیکھ کے قابل۔ لیکن دلکے جو دیکھنے والے ہیں انہیں کیا دیکھیں  
 ایک ہونا ظور و منظور یہ ہے لطفِ نظر جب کی فی ہکونہ دیکھے اُسے ہم کیا دیکھیں  
 کھو گئے جتنے عشق میں ہم یہ کہہ کر ختم ہوئے کہاں جا کے یہ صحر ا دیکھیں  
 مجھ کو یہ ڈر کہ مرے دل کی ہو پردہ دری انکو یہ شوق کہ ہم زخمِ تنہا دیکھیں  
 عشق بت میں بھی غفلت ہو قد ا محفوظ بتکدے میں بھی بچھا تیرا صلا دیکھیں

ہو تو برباد مگر کیا نہیں اس میں محفوظ

اہلِ دل اس دل پر در کی دنیا دیکھیں

## دلِ مفتول

جناب نشی احمد حسن خاں صاحب مفتول مختار و انیریسی اسٹنٹلکٹریٹ  
 عشق تاثر دکھائے تو یہ نقشہ دکھیں      رنگ گل آنکھ میں بیل کی جھلکاتا دکھیں  
 ایک ارمان ہی دل میں پھرتے ہیں      شب تار یک ہوا درہم انہیں تنہا دکھیں  
 شب کی وہ آئیں کہ سایہ بھی ہو بال محمد      کوئی ہمراہ نہ دہم انہیں تنہا دکھیں  
 کس تے بھیجتے ہیں روز بدل کر نئے      میری حالت تو ذرا آکے سیما دکھیں  
 اب تو دیوانوں کی حسرت ہو بھی رہی ہیں      کوئی نشتر کوئی چھالا کوئی کاشا دکھیں  
 اب کی سمجھائیں تو سمجھو نگا جنوں انکو      ایک بار اور بھی ناصح مجھے سمجھا دکھیں  
 طبع حاضر بہنو لطف بہ کامل ہی کیا      جی ٹھکانے ہو تو وہ چاند سا چہرہ دکھیں  
 لاکھ عشاق میں ایک جان وفا میں تھی تھا      غیر ممکن ہو کہ اب وہ کوئی مجھ سا دکھیں  
 قد جاناں گل ہیں عشق ہو انکو ہو خوشی      ہم چڑھیں دار پہ اور غیر تماشا دکھیں

کیا عجب عشق کی کچھ شرح کریں وہ مفتول

اُن سے گتھی یہ سلجھ جائے تو سلجھا دکھیں

## آبِ نشتر

جناب راجا بہادر صفا نشتر اسٹوی

جذبِ عشق کی رفعت کا بھلایا کہنا مٹ بھی جائی تو تیرا نقش کف پا دکھیں

بڑھ گئی محویتِ عشق کچھ ایسی نشتر

اب نہ کجہ کی خبر ہے نہ کلیسا دکھیں

حُسنِ نوشاہ

جناب حکیم عبدالقدیر صفا نوشاہ اکبری رہبری

چشمِ مجنوں سے اگر صورتِ لیلیٰ دکھیں دیکھنے والے محبت کا تماشا دکھیں

دل کی دنیا پر یہ سراجِ تمنا دکھیں ہر ٹرپ میں تجھے اے برقی تجلّا دکھیں

وہ میرے دل میں قیامت کا نمنا دکھیں یعنی امید کی مٹی ہوئی دنیا دکھیں

اہلِ ل ایک طرف اہلِ نظر کی طرف کسکی تقدیر میں آپ کا جلو دکھیں

پاشکستوں پر یہ احسان جنوں ہو جائے گھر میں بیٹھے ہوئے کیفیتِ صحرّا دکھیں

ماتا ہے نہ سمجھتا ہے کسی کا کہنا اپنے وحشی کو در آپ ہی سمجھا دکھیں

ہم وہ محتاجِ نشین ہیں وہ برباد ہیں رہ پڑیں گر کہیں تنکے کا سہارا دکھیں  
 آپ اغیار کے فقروں میں آجائیں کہیں آپ دنیا ابھی تریں ابھی دنیا دکھیں  
 حرکتِ قلب کی کیوں بند ہوئی جاتی غور سے آج مری نبض سجا دکھیں  
 پیش خمیہ ہے یہ ہتھیرِ جنوں کا شاید دل میں اک تک سہی اٹھتی ہو کہ صحرایہ

ہم نوحِ بہت دیدار کریں اے نوشاہ  
 اپنی ٹٹھی میں منارِ یدِ برینا دکھیں

### نازِ نیازی

جنابِ شبیر محمد خاں حنا نیازی ایٹمی  
 یار کو دل ہی میچ آجین آرا دکھیں کیوں پھر دیرِ حرم اور کلیسا دکھیں  
 روکے کہنا یہ صبا ان کہ ماتم نکریں جب وہ بیمارِ محبت کا جازا دکھیں  
 دیکھنے ہی کی تمنا ہو اگر اے مولا ہم تن دینیں تجھ کو سراپا دکھیں

کیوں نہ سن سچ جلیں شکِ حسدِ یہ قریب  
 اے نیازی گلِ مقصود جو کھلتا دکھیں

## تابانی نسیہ

جناب نشی وسم احمد خان نسیہ مارہروی

کیا غرض انکو وہ جنت کی نفا کیا دیکھیں  
یا نبیؐ جو تجھے دیکھیں تیرا جلوہ دیکھیں  
طور پر جائیں نہ ہم وادی سینا دیکھیں  
دیکھنا چاہتے ہیں دل میں تیرا جلوہ دیکھیں  
حشر میں نا جہنم کا انہیں کھٹکا کیا  
سر پہ دامن محمدؐ کا جو سایہ دیکھیں  
سخت مشکل میں پڑی ہو میری جان غیزہ  
وہ یہ کہتے ہیں کہ تم تجھکو ٹرتا دیکھیں  
بزمِ اغیار میں بیٹھے ہوئے کیا کرتے ہیں  
آئیں پہلو میں رادل کا چلنا دیکھیں  
دل میں ہم حسرت دیدار لئے بیٹھے ہیں  
کاش ہم بھی تجھے اے سخنِ آرا دیکھیں  
دوست دشمن کی اتنی گناہیں بچان نہیں  
طور دیکھیں نہ زمانے کا طریقہ دیکھیں  
بھڑے بھڑے درِ مخصوص دامنِ اسید  
ایک ہی تری قدرت کا تماشا دیکھیں  
دیکھنے کے تو معنی ہیں کس ازل  
ہم تن و بدنیں تجھکو سراپا دیکھیں

اب تو وحشت کا تقاضہ ہے ہی اے تیر  
گھر کو ہم چھوڑے آرائشِ صحرا دیکھیں

## چو شش دشت

جناب ایزد بخش صفا دشت دژداروی

کریں اچھا ترے بیمار کو اچھا دیکھیں	نظر تو نہ لکھیں نبض میسا دیکھیں
جزیں کل آنظر قطر میں درباد دیکھیں	نہم حق میں جو قدرت کا تماشا دیکھیں
ہمہ تن دید بنیں تجھ کو سراپا دیکھیں	دش آنا ہو میں عالم محویت میں
آسرا غیر کا ڈھونڈ میں سہارا دیکھیں	ہری رحمت کے بھروسے پر نظر ہے خلکی
ڈھونڈنے سے کہیں شکوہ نہیں ملے گا دیکھیں	افس گشتہ کو ہم کرتے ہیں اس میں تلاش
حال بیمار کا اپنے وہ ذرا آ دیکھیں	کوئی آنا نہیں آئے یہاں تنگ ان کو
مر رہا ہے کوئی برباد تمنا دیکھیں	مٹ رہا ہے کسی بکس کا نشانِ ہستی
کس کے سر آج رہو عشق کا سہرا دیکھیں	ہے اُدھرتل دہر دشت جنوں میں ہم پر
آشیاں اپنا جو گلشن میں اُترتا دیکھیں	ہم بے بس ہیں صفا کا منہ تکنے لگیں

دشت اس درجہ میں تنگ جوں کے ہاتھوں

پھر ہے سودا کہ علیہ دشت صحرا دیکھیں

## جذبات ہاشم

جناب قاضی محمد ہاشم علی رضا ہاشم پکھنوی بی اے ایل ایل بی کالیں  
 آرزو یہ ہے کہ انکارِخِ زیبا دیکھیں کیا کہا ہے ذرا منہ تو ہم اپنا دیکھیں  
 اپنی صورت میں ترس کا جلوہ دیکھیں یعنی قطرے میں سما یا ہوا دریا دیکھیں  
 اللہ اللہ ترے دیوانوں کی ایندھلی دلیں کہہ دیجی تری راہ میں کٹنا دیکھیں  
 آسمان جہنم کا ٹونکا زین کا ٹوں کی یہ فضا جس میں ہو ایسا کوئی صحر دیکھیں  
 کم سے کم جسکی نظر در دہان تک پہنچے اس بھیت کا کوئی دیکھنے والا دیکھیں  
 تو ہی انصاف سے ہر درخشاں کہے تجھ کو دیکھیں کسی کا رخِ زیبا دیکھیں  
 کچھ نہ کچھ فرق مراتب تو نظر آئے گا اگر اس رشکِ مسیحا کو مسیحا دیکھیں  
 ہم شہیدانِ محبت کو سمجھتا کیا ہے زندہ ہو جائیں اگر تیرا اشارہ دیکھیں  
 یوتوبہ کی ہیں آخری سانسیں لیکن آپ آجائیں تو اب بھی اُسے اچھا دیکھیں

طو پر حضرت موسیٰ بھی ہیں اور ہاشم بھی  
 کسی قسمت کا چمکتا ہے ستارا دیکھیں

## ۴۷ اندازِ حشی

جنابِ جمیل الدین احمد صنا و حشی ٹیوی

ظلم دیکھیں ترے ظلموں کا تقاضا دیکھیں کیا تعجب ہے کہ دنیا سے نرالا دیکھیں  
یہ تمنا ہے کہ ہم سوئے مدینہ جا کر ہمہ تن دینیں تجھ کو سراپا دیکھیں

دلِ حشی تو نہ مانا ہے نہ مانے گا کبھی

کیا کریں گے وہ بہارا ہمیں رسوا دیکھیں

## تمکین وقار

جنابِ نشی خورشید حسن صاحب وقار ڈوبائیوی

حُسنِ فطرت کا نظربج تماشا دیکھیں ادب بھول میں رنگِ رخِ زیبا دیکھیں

اب کس انداز پر ہے زعمِ تمنا دیکھیں واقعاتِ دلِ غمناک کو دہرا دیکھیں

اتنا لہہ بتا جاؤ ہمیں نزع کے وقت یا و تم کو کریں یا موت کا رستا دیکھیں

کم بگا ہی کی خطائیں نہیں یہ کیا ہے وقار

اپنی تصویر نہ دیکھیں ترانفتا دیکھیں



## ضیائے اختر

جناب مرزا کر حسین صفا اختر کبر آبادی ایم اے ایل بی بی کیل ایٹ  
 دل ہو بخود تو ہر اک سو تیرا جلوادیکھیں      سرحد پرش گذر جائے تو دنیا دیکھیں  
 حُسن کو عشق سے کیا ربط ہے اللہ اللہ      وہیں سجدہ ہو جہاں نقشِ کف پا دیکھیں  
 کی ہر اک نالے نے جمعیتِ غنچہ رخصت      گل ہے آئینہ رنگیںِ تمنا دیکھیں  
 اُنکے دامن پر چہیں سیر لہو کی چھٹیٹیں      انکی سرخی میں وہ رودادِ تمنا دیکھیں  
 کھپکے دم آنکھوں میں بیمار کی آیا پلٹے      آپ کیوں عبرتِ انجمامِ تمنا دیکھیں  
 درسِ حکمت ہر ہر اک نکتہ تنظیمِ حیات      مئے کیا دیکھا ہو کیا دیکھ چکے کیا دیکھیں  
 ہے جنہیں شکوہ کو تا ہی داماں وفا      منہ چھپانے کے لئے دامنِ صحرادیکھیں  
 حُسنِ تمنا رعیان ہو کے بھی روپوش رہے      عشقِ مجبور کو خلوت میں بھی رسوا دیکھیں  
 اسکے لب دیکھ کر اے غنچہ داماں بہار      ہم ترا خندہ نظارہ کشا کیا دیکھیں

لالہ ابھرا کرے تصویرِ تمنا اختر  
 نقشِ برآب ہو جو چیز اُسے کیا دیکھیں



مرزا کرار حسین قزلباش  
ایم اے ایل ایل بی وکیل  
و سیکریٹری مشاعرہ



## اضطرابِ سہل

جناب حکیم عبدالعلی خان قضا سہل فرخ آبادی

غیر کو اور مجھ ایک ہی پیمانے میں      دیکھ ساقی کہیں چلجائے زمینچانے میں  
 جی زکعبہ میں لگے گا نہ صنم خانے میں      رخ بدل جوشن دل چل کئی مریانے میں  
 اُن یہ جذب ہمہ گیری ترک دیوانے میں      کعبہ دیر بھی پہنچ آئے ہیں دیرانے میں  
 روک ٹاٹھوں پہ مجھے روک چلائیں ساقی      تیرکتی تھی تری آنکھ کے پیمانے میں  
 پس ہر ساقی کے ہر کام ہیں دوشن بھوڑ      دیکھئے مالدیا ایک ہی پیمانے میں  
 دردامین مرا طرزیباں تھا کتنا      آج تک محو ہر دنیا سے انسانے میں  
 میں بھی ہاں لگائے ہوئے بیٹھا ساقی      ہر مے نام کی بھی کچھ تر سچانے میں  
 کرنے دے ذکر تمنا کہیں برہم ان کو      ہر یہ وہ لفظ کھٹکتا ہر جو انسانے میں  
 ہنکے صحر کے گبول نے پٹ جاتا ہے      اتویہ رنگ جنوں ترک دیوانے میں  
 رات جب بھیگے جوتی جو بھاری سہل  
 بانسری غم کی بجائنا ہوں میں دیرانے میں

## جذبات بیباک

جناب سید حسین احمد صاحب بیباک ثنا بجا پنوری تلمیذ حضرت داغ مرحوم

اک شب غم کا گزیر ہر مسکانشانے میں دل ہر مصروف تری رفکے سلجھانے میں

بے کنتے ہر ہمیں عذر نہیں آنے میں ہرج کیا وعدہ فردا پہ قسم کھانے میں

مرے اُس کی چھ جنت میں بھی جانا ہوگا چاہیے رہنے کی عادت مجھے دیرانے میں

عشق میں جلتا کامی دل کیا کیسے اب تو لذت بھی ہنسی بن جگر کھانے میں

بجھ گیا دل جو محبت میں تو مر جاؤنگا کام کہ نفس اس آگ کے بھڑکا نہ میں

خوب ہی ڈوب کے تاثیر میں کہنا قاصد ہو جاں حرفِ تنہا مرے افسانے میں

کیوں یہ تہید قیامت ہر اک نالہ دل آج کیا حشر اٹھ گیا مرے غمخانے میں

اُس کے پرے سے ہر یہ عالم اسبابِ خراب رند تو جمع ہیں ساقی نہیں میخانے میں

واہ واسے نگرِ مست تر کیا کہنا آگیا بادہ گلگوں مرے پیانے میں

اور کھٹکے نہ ابھی خارِ منتِ کچھ دیر دل ہے مصروفِ محبت کی منہ پانے میں

اس واسے کوئی کس طرح بچائے دل کو بیجا بنی کا بھی انداز ہے شرمانے میں

ہو بھی جاعِ ضعیفِ ناپردہ دلِ داغِ موشِ ہات بڑھ جائے زاسنات کے دہرنے میں  
 دل ہر میناک نے حبِ علیؑ سے معمور  
 عمر گزری ہو ہماری اسی مینا نے میں  
 حذبِ تولا

جنابِ تولا حسین صاحبِ تولا بدایونی

چھپکے کتا ہر ناحق کوئی مینا نے میں      روحِ منصوبہِ بوتل میں کر پیمانے میں  
 کس نے چھڑکا ہو دل کا ضم خانے میں      سرخیِ خون کی ہیں کج فسانے میں  
 ترکِ ہستی کی نگاہوں میں بس ایک شبیہ      غیر کو غیرِ نظر آتا ہے بتانے میں  
 خوابِ غلبہِ جنوں خاک میں ملنا تعبیر      کچھ لائی مری مٹی مجھے دیرانے میں  
 دلِ مردہ سے محبت نے مسیحائی کی      پھونک دی روحِ جنوں کی تری دیوانے میں  
 مجھے پوچھے نہ حرم و جہ سجود بے قید      راز کی بات کہا کرتا ہوں مینا نے میں  
 بے نیازی کی ادائیگری کی عادت      پینے والوں میں ہو یا آپکے دیوانے میں  
 شاد آباد رہیں دل کے جلا نیولے      بھر دیا دردِ مری زیت کے افسانے میں

شعلہ طور ہوا سڑ میں یا شمع کی آگ      نہیں پروانہ کوئی اور پروانے میں  
 لیجئے آئی منانے کیلئے دل کی دعا      بیٹھے اٹھکے کعبہ میں نہ بتجانے میں  
 نہیں اے شیخ کم و بیش ثواب گناہ      توبہ کر لیتا ہوں ہر گھونٹ پچانے میں  
 داستان ازل و خلق ہی مجھے مشہور      میرا قصہ مری تصویر ہر افسانے میں

اختیار ہوں بادہ تو لا معلوم

جیر ہی جیر تخیلیق کے مینانے میں

لحنت ہائے جگر

حضرت جگر مراد آبادی

جو نہ کعبہ میں ہر محدود نہ بتجانے میں      ہائے وہ ادراک اجڑے ہوئے کاشانے میں  
 ملتی ہر عمر بد عشق کے مینانے میں      اے اہل توکبھی ساجا سر پیمانے میں  
 ہم کہیں آتے ہر داعطاری ہیکانے میں      اسی مینانے کی سٹی اسی مینانے میں  
 ہجو مے نے تر اے شیخ بھرم کھول دیا      تو تو مسجد میں ہر نیت تری مینانے میں  
 خم کے خم پی کے سبھی نیت نہیں بھرتی ساقی      اب تو مینانہ الٹ دمرے پیمانے میں

اپ دکھیں تو سہی ربط محبت کیا ہے      اپنا افسانہ ملا کر مرے افسانے میں  
 موم و دیر میں زندوں کا ٹھکانا ہی نہ تھا      وہ تو یہ کہنے اماں ملگئی میخانے میں  
 لڑ دیا آج تو ساقی نے مجھے مست است      ڈاکر فاضل گامیں مرے پیانے میں  
 عظمتِ مجدد و محرابِ مسلم زاہد      لیکن انسان بنا کرتے ہیں میخانے میں  
 ہم سے پوچھو تو حقیقت میں وہ کا فر ہیں      جسے کعبہ کو بھی پایا نہ صم مانے میں  
 بامِ پرآ کے اٹھا دو رخِ تاباں نفا      اک اضافہ ہی سہی طور کے افسانے میں

مشوے ہوئے ہیں جو شیخ و برہن میں جگر

زند سن لیتے ہیں بیٹھے سوئے میخانے میں

### مقالاتِ حفیظ

جناب حفیظ الرحمن صفا حفیظ مجیبی فرخ آبادی

مے وہ مے جو نہیں ملتی کسی میخانے میں      ڈالو ڈالو ساقی سر پیانے میں  
 جانِ توی ہی نہاں کو نہ کاشانے میں      کعبہ چائیں کلیا میں کہ تجانے میں  
 آمد آمد ہی کس زند کی میخانے میں      مے پر جو ش ساقی نہیں پیانے میں



قصہ گو یہ تو بتا کیسے سنایا اُن کو کس کا افسانہ ملا یا مرے افسانے میں  
 گردشِ چشم نے ساقی کی کیا تھا مدہوش جھک گئی بزم کی بزم ایک ہی پیمانے میں  
 ادا رک تھوڑی سی ساقی سر ساقی دے ابھی گنجائشِ میخانہ ہر پیمانے میں  
 دین و دنیا سے تعلق نہیں باقی ساقی جب بیٹھے ہیں ہم اگر ترے میخانے میں  
 مدبھری آنکھوں میں جمع تو نے چھپا رکھی ہے ساقیا تھوڑی سی بھی مرے پیمانے میں  
 جل گیا خاکِ بزمِ خاک بھی پامال ہوئی پھر بھی ہر رُوحِ محبت وہی پروانے میں  
 ترکِ میخانہ کو مدت ہوئی لیکن اب تک دل پر شیشہ میں مرا آنکھ ہو پیمانے میں  
 کو ادھر کانپی ادھر زہر ہرک کانپ اٹھا خاک ہو کر بھی یہ احساس ہو پروانے میں

گردشِ جام سے ظاہر ہے ہماری گردش

دلِ حقیقہ اپنا ہر ساغر نہیں میخانے میں

ضیافتِ خلیل

جناب سید خلیل احمد صاحب خلیل لکھنؤی

وہ تجلی ہو نہ کعبہ میں نہ تنجائے میں دیکھتی ہیں تجھے نظریں مرے دیرانے میں

کیف ہو جام و صراحی میں یہ پیانے میں      کچھ نہیں جب مر ساقی نہیں پیانے میں  
 روح سی دوڑ گئی پھول میں پیانے میں      آئے ہوتم کہ بہار آئی ہے پیانے میں  
 اور ہی رنگ اثر ہو مکرانے میں      یوں تو بلبل میں ترپ نہ ہو پر دلنے میں  
 دو گھڑی کو بھی تری یا دست غافل نہ رہا      جان باقی رہی جینک تر کردیلنے میں  
 آئیں آنا ہر اگر ان کو عیادت کئے      آج کچھ دین نہیں ہو مرے مرانے میں  
 ہوزمانہ میں جو ہوتا ہے پریشان کوئی      آپ مٹھرت دہی لے کے سلجھانے میں  
 گوشہ گوشہ ہی یہاں سجدہ گراہل نیاز      سینکڑوں کعبے نظر آتے ہیں تجانے میں  
 جو منے گا دل شیدا وہ ٹرپ جائیگا      درد ہی درد بھرا ہے تر و فسانے میں  
 یوں الجھتا ہو شب غم ترے بیمار کادم      جس طرح زلف الجھتی ہو تری شانے میں  
 بت پئے سجدہ جھکیں ناز ہو با بند نیاز      کوئی رکھ دے تری تصویر تھانے میں

اپنے ہاتھوں سے پلا دے مر ساقی جو خلیل

جھوم اٹھے شیخ حرم ایک ہی پیانے میں

رودادِ زاہد  
جنابِ افتخار احمد رضا زاہد لکھنوی

بھر کے مے رکھی ہر سائی جو پائے میں آفتاب ایسا نکل آیا ہے بچانے میں  
کاش جانے دیں یہ جلاؤ نگہاں مجھ کو دل ذرا دیر پہل جائیگا دیرانے میں  
نہ ہوئی شمع کے شعلہ کو بھی وہ بات نصیب جو ٹپ ہوئی ہو جلتے ہوئے پروانے میں  
لاکھ بہلاتا ہوں بستی میں بہلتا نہیں دل پھر کوئی کھینچے لے جائے دیرانے میں

تیری توبہ سے تو توبہ ہی بھلی اے زاہد  
دیکھ پھر غرق ہوئی جاتی ہو پائے میں

طیش سیما

حضرت مولانا سیما ابکری آبادی

صورتیں سست ہیں محض کی طرف جانے میں اب اداں دو کہ سم آتے ہیں منخانے میں  
شاد و ناشاد گذاری اسی غم خانے میں کوئی تو راز تھا مرکزِ جئے جانے میں  
منزلِ عشقِ حُبِ جاوہِ دُوبے نقشِ قدم اب ہنسیاں ہیں جرات سے نہ دیوانے میں

بارشِ گریہ ہم سے ہو صحرا شاداب      میرے آنے سے بہاؤ آئی ہو دیرانے میں  
 لگتی رہتی ہو سولے نفسِ گرم سے آگ      ہوتے بہتے ہیں اصفانے مر دیرانے میں  
 قوت و بوالعجبی ذہن پر تش کی نہ پوچھ      یعنی اک ہی خدا بھی کرتا ہے تجانے میں

جاگ اٹھی کیفیتِ سوزِ محبتِ سیما ب

صبح سے جان پڑی شام پر دانے میں

کلامِ شفیق

جنابِ شفیق صاحبِ صدیقی ایڈیٹر طارق جوہوری

عمر گزری حرم و طور کے افسانے میں      کیا خبر تھی کہ تہیں تم ہو نہم خانے میں  
 بزم سے پریمیاں اٹھکے چلا ساتی بھی      آج سے پھر نہ بہاؤ آئیگی میخانے میں  
 دن مرادونکے ہیں راتیں ہیں توتاؤنکی      رقص کی تھی جو عوسی ترے کاشانے میں  
 انقلابات ہیں دلچسپی عالم کا سبب      اک نئی بات ہو دنیا کے ہر افسانے میں  
 دن گزرتا ہو طوافِ درجہاں کرتے      رات کٹتی ہو دلِ زار کے بہلانے میں  
 جنگِ بیہ گیا سب کو مارا کر اٹھا      کس قیامت کی ترپے تیرے دیوانے میں

پوچھتا تھا بڑی حسرت سے گرفتار نفس کتنے دن آج سے باقی ہیں بہاڑے میں  
 آخری دید کی حسرت رہی جاتی ہے شفیق  
 ہائے ظالم کو بڑی دیر لگی آنے میں

### ترنماتِ فضا جناب فضا احمد رضا فضا بجنوری

کیوں نہ ہم تیری در پر تر املوا دیکھیں جہن کج سے عقیدت ہو وہ کجا دیکھیں  
 شاید اس وقت بھی موجود ہو وہ برقِ جمال ایک دن طور پہ آذوقِ طلب جا دیکھیں  
 کثرتِ جلوہ کا اندازہ تو کچھ ہو جائے آج دامنِ نگرشوق کا پھیلنا دیکھیں  
 نہیں منزل کا پتہ اور چلے جاتے ہیں کیا دکھائے روشِ جوشِ تننا دیکھیں  
 داستانِ غسبِ خود ہی نیکوئی ختم کریں صبح تک کیوں ملک الموت کا رستا دیکھیں  
 یہ کرشمہ دل بیتاب دکھا دے مجھ کو وہ مجھے اپنے تصویر میں تڑپتا دیکھیں  
 ذوقِ نظارہ میں ہر خطہ اضافہ ہیں فضا کیا دکھاتی ہی ہمیں چشمِ تماشا دیکھیں

## لقمہ لذیذ بعد از طعام

آپ حضرات کو معلوم ہے کہ شاعری کے ہر دور میں کچھ ہستیاں ایسی پائی جاتی ہیں جنہیں  
 زانیہ ہائے دماغ تفریق تفریق کا باعث ہوتے ہیں۔ سید انشا کے مطائبات، چرکین  
 اور رنگین کے مسخرات، جعفر زلی اور مغلّی کے لطائف ہماری تاریخ ادبیہ جزو لطیف  
 بنے ہوئے ہیں۔ بڑی مسرت ہے کہ ہمارا ضلع بھی اس قسم کی معزز و مفرح ہستیوں سے  
 خالی نہیں ہے۔ ذیل کی دو غزلیں ان کے لذیذ و تہقّقہ انگیز کلام کا نمونہ ہیں۔ ناظرین  
 پڑھیں اور رقص کریں۔

سید شارجہ رزیدی نائب صدر

مشفق جناب رام دیال حسنا دو بے ایٹومی  
 ہمدن دینیں تجھ کو سراپا دیکھیں  
 پانچ رہیں چلنے کو کہ ہر جا دیکھیں  
 اولاً اس کو ہی وہ خوب سراپا دیکھیں  
 جس دنیا کا وجود ہے وہ سراپا دیکھیں  
 جس دنیا کا وجود ہے وہ سراپا دیکھیں  
 دوسری آنکھوں نے وہ کافی سراپا دیکھیں  
 دوسری آنکھوں نے وہ کافی سراپا دیکھیں

بولے قدرت کا ترے خوب احوال سرسہر  
جس خلقت کی ہونے پر ہش کہ سراپا دکھیں  
رازا فشاں کا جو خطہ ہو زباں کر دوسری ہند  
صرف آنکھیں ہی زیب جسے سراپا دکھیں  
مشفق پہ عنایت جو ہو بے ظرف نہیں ہو

چشم دل مانگے ہیں باطن سے سراپا دکھیں

جناب منشی عنایت اللہ خان صاحب عنایت قماراٹیوی

نصیب حج ہو تو عرفات نظر ادا دکھیں  
طواف کعبہ کریں خانہ کا دکھیں  
مدینہ جائیں در پاک مصطفیٰ کا دکھیں  
پڑھیں درود کو غل صلی علی کا دکھیں  
نجف کو جگہ پھریں دشت کربلا کا دکھیں  
مزار اقدس سید شہداء کا دکھیں  
ہے بزمِ حسن سبھی نور کی قندیلوں سے  
اب ان کا نام خدا حسن دل آرا دکھیں  
مکرم ہے دہن نقطہ بلا تقسیم  
جمال ان کا تصور کے سوا کیا دکھیں

اٹھے نکشتہ جو عیسیٰ کی صدائے تم سے

متحیر ہیں کہ وہ کہتے ہیں اب کیا دکھیں

## نورِ ازل

جناب راحت اللہ خاں صاحب ازل شاہماپنوری

رات دن دو میں رہتے اُسے ہر سروکار  
گردشیں ہیں میری تقدیر کی پیمانے میں  
جانتا ہوں نئے خوشترنگ کاصرف آنا فرہ  
تلخ سی تیر سی ایک چیز ہے پیمانے میں  
اس کا جینا بھی نہیں مصلحتوں سے خالی  
شمع کی روح سمٹ آئی ہو پڑنے میں  
وصل میں تذکرہ ہجر سے حاصل کیا ہے  
فائدہ کیا جواب اس بات کے دہرانے میں  
دیکھ ساقی نگہِ حشیم کرم سے مجھ کو  
دے دے مٹا مگر پھول کے پیمانے میں  
کر گئی کام تیری مست نگاہی ساقی  
خم کی خم میں رہی پیمانے کی پیمانے میں

وصل کی شب یہ بلاں نہ کی سرِ ازل

زلف ابھی تھی تو ابھی ہی رہی پیمانے میں

نظم انجم

جناب انجم اکبر آبادی

عشق عنوانِ ناکاموں کے افسانے میں زندگی اہل محبت کی ہر مٹجانے میں



میں نے تخلیق دو عالم کا سبب سمجھا ہر  
 آپکا نام ہے کونین کے افسانے میں  
 شادی و غم سے الگ راہ نہ نکلی کوئی  
 موت کا ذکر بھی ہر ریت کے افسانے میں  
 بھیں ملے ہیں یہ تو نے کرتے جلووں نے  
 میں نے دکھا تجھے کعبہ میں صحنے میں  
 قیس کا نام ابھی باقی ہوا رقیس نہیں  
 بات ہوتی تو کچھ عشق کے دیوانے میں  
 غیر کے ہاتھ سے محفل میں مجھے جام ملا  
 فرق ہوتا ہے یہی اپنے میں بگائے میں  
 دل کے ذرات بکھرتے ہیں سکون عاتاق  
 حادثے ہوتے ہیں آنکھ کے لڑھانے میں  
 دل کے سبب خم ہر ہو گئے رونا یہ ہے  
 بات تو کچھ ہند گلشن سے چلے جانے میں  
 شیخ کے پینے نہ پینے کو خدا ہی جانے  
 ہم تو بیٹھا ہوا چھوڑ گئے ہیں میخانے میں  
 زہر نوشی پر مری ہجر میں الزام ہے کیوں  
 حکم کی شان بھی تھی آپ کے فرمانے میں  
 موت کا ذکر کہیں پر ہے کہیں آپکا نام  
 کوئی ترتیب نہیں ہر مرے افسانے میں  
 سر اسجد کی حد سے کبھی آگے نہ بڑھا  
 کچھ اصناف ہوا عشق کے افسانے میں

عشق نے حسن کو رنگین بنایا آنکھیں

پہلے رنگیناں ایسی دیکھیں افسانے میں



جناب معہود علیخان صاحب شیروانی رئیس دہرانہ  
و چیئر مین بینچ آذربائی مجسٹریٹ کاسگنج و  
مہتمم مہمان خانہ مشاعرہ

1. This is the 1st  
This book is due on the date last  
stamped. A fine of 1 ann. will be  
charged for each day the book is  
kept over time.

W  
H

